COURTESY WWW.PDFBOOKSF

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

منحوس مورتیاں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰ روپے

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول
ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۳۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

راولپنڈی کینٹ سے عائشہ اظہر صاحبہ نے لکھا ہے کہ انہیں "موت کی چھلانگ" "قبر کا ہاتھ" اور "مردے کی موت" تینوں قسطیں بہت پسند آئی ہیں۔ فیصل آباد سے ہماری ساتھی بے بی نے لکھا ہے کہ انکل میں نے آج سے فیصلہ کر لیا ہے کہ عنبر ناگ ماریا کی کتاب خرید کر پڑھا کروں گی تاکہ عنبر ناگ ماریا کا دلچسپ سلسلہ بند نہ ہو۔ میں عائشہ اظہر صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جولائی کی تینوں قسطوں کو پسند کیا اور اپنی ساتھی بے بی کا بھی دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ عنبر ناگ ماریا کے سلسلے کو جاری رکھنے کی خاطر اب لائبریری سے کرائے پر کتاب لے کر پڑھنے کی بجائے اسے خرید کر پڑھیں گی۔ ہم کبھی یہ نہ کہتے مگر کاغذ چھپائی اور لکھائی کا خرچ اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ وہ عنبر ناگ ماریا کی کتاب خرید کر پڑھیں اور عنبر ناگ ماریا سے تعاون کریں۔

تمہارا انکل
اے حمید
۱۵-۱۰-۸۶

۴۵۴ - N
رہ چمن - سمن آباد - لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
Pakistan Virtaul Library
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ منحوس مورتیاں
○ طوفان اور راجکماری
○ رونگٹے کھڑے کرنے والی آواز
○ ماریا آسیبی حویلی میں
○ اندھے کنوئیں کا باوا

منحوس مورتیاں

دونوں ڈاکو راتوں رات ملک بابل کی سرحد پار کر گئے۔ وہ سونے کی مورتیاں اور یاقوت کا سانپ حاصل کرنے پر بہت خوش تھے۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ آگے ملک ایران ہے۔ وہ ایران جا کر سوداگروں کا بھیس بدلیں گے اور ایران کے بادشاہ دارا کے دربار میں جا کر سونے کی مورتیاں اور یاقوت کا سانپ اس کی خدمت میں پیش کریں گے اور بادشاہ انہیں دولت سے مالا مال کر دے گا۔ کیوں کہ اتنی قیمتی چیزوں کا معاوضہ ایک بادشاہ ہی دے سکتا تھا۔ انہیں اس کی خبر ہی نہیں تھی کہ سکندر کی فوجوں نے ملک ایران پر حملہ کر دیا ہے اور وہاں گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ اس زمانے میں نہ کوئی اخبار ہوتا تھا نہ ریڈیو اور نہ ٹیلیویژن تھا۔ ایک ملک میں جنگ ہوتی تھی تو دوسرے ملک کو اس کی خبر ہی نہیں ہوتی تھی۔ دونوں ڈاکو گھوڑوں پر سفر کرتے کئی دنوں کے بعد جب ایران کی سرحد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں داخل ہوئے تو انہیں پتہ چلا کہ اسکندر اعظم نے ایران کے دارالحکومت پرسی پولس پر قبضہ کر لیا ہے اور ایران کا بادشاہ دارا فرار ہو گیا ہے۔ ملک میں افراتفری مچی تھی۔ یونانی فوجیں عام لوگوں کا قتل عام کر رہی تھیں۔ ڈاکوؤں کے پاس بڑی قیمتی چیزیں تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ یونانی سپاہی ان سے یہ چیزیں بھی چھین لیں گے اور انہیں زندہ بھی نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ وہ جان بچا کر ویران پہاڑیوں کی جانب بھاگ نکلے۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ جس طرف ڈاکو جان اور مال بچا کر بھاگے جا رہے تھے اسی طرف ایران کا بادشاہ دارا بھی شکست کھانے کے بعد اپنے چار محافظ سپاہیوں کے ساتھ فرار ہوا تھا۔ سکندر اعظم کو جب پتہ چلا کہ شہنشاہ فرار ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خاص یونانی سپاہیوں کے دستے کو حکم دیا کہ دارا کو زندہ پکڑ کر لایا جائے۔ چنانچہ ان جانباز یونانی سپاہیوں کا دستہ بھی دارا کے پیچھے ویران بنجر پہاڑیوں کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ آگے آگے دارا گھوڑے پر سوار اپنے چار محافظ سپاہیوں کی حفاظت میں بھاگا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے یہ دونوں ڈاکو تھے اور ان ڈاکوؤں

کے پیچھے سکندر اعظم کے جانباز دستے کے سپاہی سرپٹ گھوڑے دوڑاتے چلے آ رہے تھے۔

تاریخ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ دارا کو اس کے محافظ سپاہیوں نے ہی دارا کے گلے میں پڑے ہوئے قیمتی ہاروں کے لالچ میں ہلاک کر دیا تھا۔ بے یارو مددگار بادشاہ کی انگلیوں میں چمکتی جواہرات کی انگوٹھیوں اور گلے میں پڑے انمول ہاروں کو دیکھ کر محافظ ایرانی سپاہیوں کی نیت خراب ہو گئی۔ چنانچہ ایک جگہ جب شہنشاہ دارا ذرا سانس لینے کے لیے جنگل میں رکا تو ایک محافظ سپاہی نے پیچھے سے دارا کی پیٹھ میں خنجر گھونپ دیا۔ شہنشاہ دارا شدید زخمی ہو کر گر پڑا۔ چاروں محافظ سپاہی دارا کے زر و جواہر پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے اس کی گردن سے ہار نوچ لیے۔ انگلیوں سے انگوٹھیاں اتار لیں اور گھوڑوں پر بیٹھ کر جنگل میں فرار ہو گئے۔ شہنشاہ دارا آخری دموں پر شدید زخمی حالت میں زمین پر پڑا تھا۔ کبھی اس کے سامنے کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا اور آج وہ بے بسی کے عالم میں ویران جنگل کی زمین پر پڑا آخری سانس لے رہا تھا۔ اتنے میں پیچھے سے دونوں ڈاکو بھی وہاں پہنچ گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انھوں نے ایک شاہانہ لباس والے اونچے لمبے آدمی کو زمین پر زخمی پڑے دیکھا تو گھوڑوں سے اُتر کر اس کے پاس آئے۔

ایک ڈاکو نے کہا:

"یہ تو کوئی شاہی خاندان کا آدمی لگتا ہے۔ ہمیں یہاں سے بھاگ چلنا چاہیے۔"

دوسرا ڈاکو بولا:

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ کہیں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

وہ اُٹھ کر گھوڑوں پر سوار ہونے ہی لگے تھے کہ پیچھے سے یونانی جانباز سپاہیوں کا جو دستہ بادشاہ دارا کی تلاش میں آرہا تھا وہ سر پر پہنچ گیا۔ انھوں نے آتے ہی دونوں ڈاکوؤں کو گھیرے میں لے لیا۔ ڈاکوؤں کی کیا مجال تھی کہ یونانی سپاہیوں کے گھیرے کو توڑ کر نکل جاتے۔ تھرتھر کانپنے لگے۔ سمجھ گئے کہ موت آ گئی۔ یونانی سپاہیوں نے دیکھا کہ شہنشاہ دارا زمین پر مُردہ پڑا تھا۔ اور اس کے جسم سے قیمتی ہار اور انگوٹھیاں غائب تھیں۔ اور اس کا لباس خون میں تربتر تھا۔ اب بھی اُس کی کھلی آنکھوں سے جاہ و جلال ٹپک رہا تھا۔ یونانی سپاہیوں

نے ڈاکوؤں کی تلاشی لی تو ان کے تھیلیوں سے سونے کی دو موتیاں اور یاقوت کا ایک قیمتی سانپ برآمد ہوا۔ یونانی سالار نے قہر بھری نظروں سے دونوں ڈاکوؤں کی طرف دیکھا اسے یقین تھا کہ انھوں نے ہی شہنشاہ دارا کو ہلاک کیا ہے اور شاہی سونے کی مورتیاں لوٹی ہیں۔ سالار نے اپنے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ دو تلواریں فضا میں لہرائیں اور دونوں ڈاکوؤں کی گردنیں کٹ کر زمین پر پڑی تھیں۔

یونانی سپاہیوں نے شہنشاہ دارا کی لاش کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈالا اور اسے اسکندر اعظم کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے ایران کے دارالحکومت پرسی پولس کی طرف روانہ ہو گئے۔ سکندر اعظم نے شہنشاہ کی لاش کو دیکھا تو اسے بہت دُکھ ہوا۔ یہ سُن کر اسے کچھ تسلی ہوئی کہ دارا کے قاتلوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سکندرِ اعظم نے حکم دیا کہ شہنشاہ دارا کو پورے شاہی اعزاز کے ساتھ دفن کیا جائے۔ جب سکندر اعظم کو سونے کی مورتیاں اور یاقوت کا سانپ دکھایا گیا تو اس نے کہا:

"سونے کی مورتیاں خزانے میں جمع کر دی جائیں اور یہ یاقوت کا سانپ ہم اپنے پاس رکھیں گے یہ ہمیں بہت پسند ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سکندر کو علم و ادب کا بے حد شوق تھا۔ جب وہ دنیا کو فتح کرنے ملک یونان سے فوج لے کر چلا تھا تو اس نے اپنے ساتھ سونے کی ایک چھوٹی سی ٹوکری رکھی تھی جس میں اس زمانے کے مشہور یونانی شاعر ہومر کی نظموں کی کتاب پڑی رہتی تھی۔ رات کو جب فرصت ملتی تو سکندر اعظم ہومر کی نظموں کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ سکندر نے یاقوت کا سانپ بھی اسی ٹوکری میں رکھ لیا۔ سکندر اعظم کو بالکل علم نہیں تھا کہ جس یاقوت کے سانپ کو اس نے اپنی ٹوکری میں رکھا ہے وہ اصل میں اس کا دوست ناگ ہے۔ ناگ کو بھی کچھ ہوش نہیں تھی۔ ملک ایران کو فتح کرنے کے بعد سکندر اعظم فوج کو لے کر ملک ہندوستان کو فتح کرنے چل پڑا۔

جس وقت سکندر اعظم اپنی سونے کی خاص ٹوکری میں ناگ کو یاقوت کے سانپ کی شکل میں لے کر ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اس وقت عنبر اور ماریا ملک توران میں ناگ کا کھوج لگاتے پھر رہے تھے جو ایران کے شمال مشرق میں تھا۔ سکندر کی فوجوں نے اس ملک پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ یہاں بھی سکندر اعظم نے اپنا گورنر

مقرر کر دیا تھا۔ عنبر ماریا یونانی حملے کے بعد ملک توران سے نکل کر سمر قند و بخارا کے شہروں کی طرف سے ہوتے ہوئے ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے تھے جب وہ ہندوستان کی سرحد پر پشاولی کے شہر کے قریب پہنچے (جو آج کل پشاور ہے) تو انہیں خبر ملی کہ سکندر اعظم کی فوجیں دریائے جہلم کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں اور راجہ پورس سے جنگ ہونے ہی والی ہے۔

عنبر گھوڑے پر سوار تھا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ زمین سے دس فٹ بلند ہو کر فضا میں تیرتی جا رہی تھی۔

عنبر نے کہا:

"یہ عجیب اتفاق ہے ہم جدھر جاتے ہیں سکندر اعظم کی فوجیں وہاں پہلے پہنچ چکی ہوتی ہیں۔"

ماریا ہنس کر بولی:

"ہم تو تاریخ میں سے گذر رہے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں عنبر کہ سکندر اعظم ساری دنیا کو فتح کرنے کا ارادہ لے کر نکلا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اسی دریائے جہلم سے اس کی فوجیں واپس یونان کی طرف منہ پھیر لیں گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا ہندوستان فتح کرنے کا خواب ادھورا ہی رہ جائے گا۔"

ماریا بولی: "اس لیے کہ راجہ پورس کی پنجابی فوجیں اس دلیری سے لڑیں گی کہ اگرچہ سکندر کو فتح ہو گی مگر یونانی فوجوں کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے۔"

عنبر کہنے لگا: "تم ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا۔ جس بے جگری سے جہلم کی پنجابی فوج یونانی فوجوں سے لڑے گی اس طرح سے نہ بابل کی فوج لڑی تھی نہ ایران اور نہ مصر کی فوجیں یونانیوں سے لڑی تھیں۔"

وہ ایک ایسے درے میں سے گزر رہے تھے جس کی دونوں جانب اونچے اونچے پہاڑ تھے۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ درے سے باہر نکلے تو سامنے خشک پہاڑوں کے درمیان پشاولی یعنی پشاور کا شہر آباد تھا۔ اس زمانے میں پشاور کا نام پشاولی تھا اور اس پر ایک آریہ راجہ کی حکومت تھی۔ اسے سکندر اعظم کی فوجوں کی یلغار کی خبر پہنچ گئی تھی اور شہر کی فصیل پر آریہ فوج چاق وچوبند کھڑی تھی۔ بغیر پوچھ گچھ کے کسی کو شہر میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا تھا۔

ماریا نے کہا:

"شہر میں تو ہم داخل ہو جائیں گے مگر ناگ کا ابھی تک کچھ سراغ نہیں مل سکا۔ اس کی خوشبو بھی ہمیں کسی جگہ سے نہیں آئی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بار وہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔"

عنبر نے جواب دیا:

"ماریا! ہمیں حوصلہ نہیں ہارنا۔ ناگ ایک نہ ایک دن ضرور ہمارے ساتھ آن ملے گا۔ کیٹی اور تھیوسانگ بھی تو اس کی جستجو میں ملک لنکا پہنچ گئے ہوں گے۔"

ماریا نے کہا:

"خدا کرے کہ کیٹی تھیوسانگ کو ہی ناگ مل جائے۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ شہر کے بڑے دروازے پر پہنچ گئے۔ شہر کا دروازہ کسی قلعے کے دروازے کی طرح بھاری بند تھا۔ صرف درمیان میں ایک دروازہ کھلا تھا۔ جس کے باہر راجہ کی فوج کے سپاہی نیزے اور تیر کمان لیے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا کو تو یہ سپاہی دیکھ نہیں سکتے تھے۔ عنبر قریب آ کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ سپاہیوں نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور شہر میں کیا کرنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا رہا ہے تو عنبر نے کہا کر وہ جڑی بوٹیوں کا سوداگر ہے اور شہر پشپادلی میں تجارت کے سلسلے میں کسی تاجر سے بات چیت کرنے آیا ہے۔ سپاہیوں نے عنبر کی معمولی سی تلاشی لی اور اسے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

یونانی فوجوں کے حملے کی وجہ سے شہر میں لوگ ہنگامی حالات میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ چیزیں خرید کر گھروں میں لے جا رہے تھے۔ سپاہی جگہ جگہ چکر لگا رہے تھے اور اس ٹوہ میں تھے کہ کہیں یونانی فوج کا کوئی جاسوس تو بھیس بدل کر وہاں چل پھر نہیں رہا۔ شہر کی سڑکیں پکی اور چوڑی تھیں۔ مکان کئی کئی منزلہ تھے اور ان پر بڑا خوبصورت لکڑی کا کام کیا گیا تھا۔ بہت وسیع شہر تھا۔ بیچ میں جگہ جگہ باغات تھے اور کھیت کھلیان بھی تھے۔ ایک نہر دریا کے بیچ میں سے گذرتی تھی (پیارے دوستو! اب یہ نہر پشاور میں نہیں ہے۔ اس زمانے میں یہ نہر بڑی دور سے دریائے کابل میں سے کاٹ کر لائی گئی تھی۔ چونکہ ان دنوں جب دشمن حملہ کرتا تھا تو شہر کے دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ اور شہر کے لوگوں کو اندر کھانے اور پانی کی بہت ضروری ہوتی تھی کیونکہ

باہر دشمن کی فوجیں ہوتی تھیں اور باہر سے پانی وغیرہ اندر نہیں لایا جا سکتا تھا اس لیے کوشش کی جاتی تھی کہ یا تو شہر میں جگہ جگہ کنوئیں کھودیں جائیں اور اگر دریا قریب ہو تو اندر نہر لائی جائے۔ پشاور کی زمین پتھریلی تھی اس لیے اس زمانے میں شہر میں ایک نہر دریا سے کاٹ کر لائی گئی تھی)۔

اس نہر کے کنارے کنارے بڑے ہرے بھرے پھلدار درخت تھے۔ ان درختوں پر سیب انار خوبانیاں اور ناشپاتیاں لگی ہوئی تھیں۔ شہر کے بیچ میں راجہ کا محل تھا۔ محل کے پیچھے آریہ لوگوں کا ایک مندر تھا اس مندر میں آریہ لوگوں کے دیوتاؤں کے بُت رکھے تھے جن کی یہ لوگ پُوجا کرتے تھے۔ ہندوستان میں ابھی اسلام کی روشنی نہیں پھیلی تھی۔ چنانچہ لوگ مسلمان نہیں تھے اور بُتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جادو ٹونے کا بھی بڑا رواج تھا جب ہندوستان میں اسلام کی روشنی آئی تو لوگوں کو بیکار بتوں اور جادو ٹونے سے نجات مل گئی۔ پھر لوگ صرف ایک خدا کی عبادت کرنے لگے۔ اور جادو ٹونے اور دیوی دیوتاؤں کی ساری لعنتیں دُور ہو گئیں۔ کیوں کہ اسلام نئی روشنی اور نئی زندگی کا پیغام لے کر آیا تھا۔ پھر مسجدوں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پانچ وقت اذان کی صدا بلند ہوتی تھی اور فضا خدا اور اس کے رسولِ پاک کی حمد و ثنا کے نور سے درخشاں ہو گئی تھی جو آج بھی قائم ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گی۔

پشپاولی شہر میں ایک سرائے تھی جہاں باہر سے مسافر آکر ٹھہرتے تھے۔ عنبر نے اسی سرائے میں ڈیرا جمایا اور شہر میں چل پھر کر ناگ کی تلاش شروع کر دی۔ ماریا بھی شہر کی فضا میں اڑتی پھر رہی تھی۔ کہ شاید کسی جگہ سے ناگ کی خوشبو آ جائے۔ شام کو وہ واپس سرائے میں آگئی اور اس نے عنبر کو بتایا کہ ناگ کی خوشبو شہر میں کسی جگہ پر بھی نہیں ہے۔

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے وہ کسی طلسم میں پھنس گیا ہو۔ پہلے بھی تو اس کے ساتھ ایسا ہو چکا ہے کہ طلسم کے اثر سے اس کی خوشبو بھی غائب ہو گئی تھی"

ماریا بولی: "ہاں ——— اس کا مطلب ہے کہ مجھے شہر کے ایک ایک مندر میں جا کر دیکھنا ہوگا۔"

شام کے بعد مندروں میں پوجا پاٹھ ہوتی تھی۔ ماریا

ایک بار پھر شہر کی طرف نکل گئی۔ اس نے ہر مندر میں گھس کر تلاشی لی۔ لیکن ناگ شہر کے کسی مندر میں کسی بت کی شکل میں بھی نہیں تھا۔ ناامید ہو کر واپس عنبر کے پاس آگئی اور سارا ماجرا سنایا۔

عنبر نے کہا:

"تو پھر میرا خیال ہے کہ ہمیں صبح ہوتے ہی اس شہر سے آگے چلنا چاہیے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ ملک ہندوستان ہمارا دیکھا بھالا ہے۔ اس شہر سے آگے گندھارا کا علاقہ ہے۔ جس کا مشہور شہر ٹیکسلا ہے جہاں بدھ مذہب کی بہت بڑی یونیورسٹی ہے۔ اس سے آگے جہلم آتا ہے جہاں اس وقت گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو گی۔"

عنبر بولا: "جنگ ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ میری تو رائے یہی ہے کہ ہم جہلم کے قریب سے گزرتے ہوئے شہر لوہ پور کی طرف جائیں۔"

"ایسا ہی کریں گے"۔ ماریا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔

اس زمانے میں ہمارے پیارے شہر لاہور کا نام لوہ پور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ لوہ اور کُش راجہ رام چندر جی کے دو لڑکے تھے۔
لوا ہور کا شہر رام چندر کے بیٹے لوہ نے اور قصور
کا شہر دوسرے بیٹے کُش نے آباد کیا تھا۔ لوہ پور
وقت کے ساتھ ساتھ لاہور اور کُش پور وقت کے
ساتھ ساتھ قصور ہو گیا۔ یہ تاریخ کی باتیں ہیں انہیں
ذہن میں رکھنا چاہیے۔ اس زمانے کا لاہور ایسا نہیں تھا۔
اصل لاہور کی شان اس وقت سامنے آئی جب اس
شہر میں بزرگانِ دین کی تبلیغ سے دینِ اسلام کی روشنی
پھیلی۔ پھر لاہور میں نور ہی نور کی فضا پھیل گئی اور
لاہور کا رنگ روپ ایسا نکھرا کہ آج بھی یہ شہر ساری دنیا
میں مشہور ہے اور یورپ، امریکہ کے لوگ بھی لاہور دیکھنے
کو بے تاب ہوتے ہیں۔ اب تو پاکستان کے ہر شہر میں
اسلام کا نور پھیلا ہے اور ہر شہر خوبصورت اور دلکش ہے
لیکن ان دنوں لاہور کو لوہ پور کہتے تھے اور اس شہر
میں بڑے تنگ و تاریک اندھیرے میں ڈوبے مندر ہوتے
تھے۔ اور جادو ٹونے کی لعنت عام تھی۔

عنبر اور ماریا نے اپنا رُخ پشاور سے لاہور یعنی
لوہ پور کی طرف پھیر لیا۔

اس زمانے کے لاہور کے بارے میں ہمیں تاریخ سے جو

حوالے ملتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پرانا لاہور
اس جگہ آباد تھا جہاں آج کل اچھرہ ہے۔ عنبر اور ماریا
ابھی ٹیکسلا سے کچھ ہی آگے پہنچے تھے کہ انہیں یہ خبر ملی
کہ سکندر اعظم کی فوجوں نے راجہ پورس کی راجدھانی پر
قبضہ کر لیا ہے اور اب یونانی فوجیں مار دھاڑ کرتیں ٹیکسلا
کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

عنبر نے ماریا سے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں آگے جانے کی بجائے ٹیکسلا
کے آس پاس ہی کسی گوتم بدھ کے مندر میں
رہ جانا چاہیے کیونکہ آگے یونانی فوجوں کا سیلاب
چلا آ رہا ہے۔"

ماریا بولی: "جیسے تمہاری مرضی۔ آخر ہمیں اس جنگ
بازی سے کیا لینا دینا۔ چلو واپس ٹیکسلا کی پہاڑیوں
میں کسی بودھ مندر میں چلے چلتے ہیں۔ جب
یہ گڑبڑ ختم ہو جائے گی تو پھر لاہور کی طرف
چلیں گے۔"

عنبر اور ماریا وہیں سے واپس مڑ آئے۔ ٹیکسلا زیادہ دور
نہیں تھا۔ یہاں لوگوں میں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ سکندر اعظم
کی فوجیں چلی آ رہی ہیں۔ ٹیکسلا کا راجہ امبی تھا۔ اگرچہ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے شہر کی حفاظت کا بہت انتظام کر رکھا تھا مگر وہ پورس کی طرح بہادر آدمی نہیں تھا۔ دل میں اس نے سکندر کی فوجوں کے آگے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہے۔ راجہ ابھی نے سکندر سے مقابلہ کرنے کی بجائے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

عنبر نے کہا:

"راجہ ابھی ہتھیار ڈال دے گا۔ اس لیے یہاں جنگ کی تباہی برپا نہیں ہو گی۔ پھر بھی کچھ لوگ ضرور مارے جائیں گے۔ ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ کسی بودھ خانقاہ کی طرف نکل جائیں۔"

ٹیکسلا کے ارد گرد سرخ اور سیاہ رنگ کی پہاڑیاں ہی پہاڑیاں تھیں۔ بدھ مت کا یہاں بہت زور تھا۔ بلکہ سرکاری مذہب ہی بدھ مت تھا۔ ٹیکسلا کی بودھ یونیورسٹی اس زمانے کی ساری دنیا میں مشہور تھی۔ عنبر اور ماریا ٹیکسلا یونیورسٹی کی وسیع اور کشادہ عمارتوں سے بھی آگے نکل گئے۔ کچھ فاصلے پر پہاڑیوں کے بیچ میں ایک وادی تھی۔ اس وادی کے کنارے پر پہاڑی کے دامن میں ایک بودھ خانقاہ تھی۔ یعنی اس میں گوتم بدھ کی ایک مورتی رکھی ہوئی تھی اور ایک بھکشو وہاں پر عبادت کے لیے موجود

تھا۔ دن کے وقت وہ شہر میں جا کر خیرات کا کھانا اکٹھا کرتا اور دوپہر کو واپس آ کر خانقاہ میں پڑا رہتا۔ عنبر اور ماریا اس خانقاہ کے باہر آ کر رک گئے۔ گھوڑے کو ایک طرف باندھا۔ خانقاہ میں اس وقت بودھ بھکشو یعنی بدھ مت کا پجاری مہاتما گوتم کی مورتی کے آگے دو زانو ہو کر بیٹھا عبادت کر رہا تھا۔

عنبر اس کے پیچھے خاموشی سے بیٹھ گیا۔ ماریا بھی عنبر کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد بھکشو نے عبادت ختم کی اور پلٹ کر عنبر کو دیکھا۔ دونوں ہاتھ باندھ کر عنبر کو سلام کیا اور پالی زبان میں پوچھا:

"خانقاہ میں تمہارے آنے سے خوشی ہوئی۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

اس زمانے میں شمالی ہند میں بدھ مت کے اثر کی وجہ سے سنسکرت کے ساتھ پالی زبان بھی بولی جاتی تھی۔ پالی زبان ایک عام فہم زبان تھی اور گوتم بدھ اسی زبان میں اپنے مذہب کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

عنبر نے کہا:

"مہاراج! میں پردیسی ہوں۔ شہر میں سکندر کے حملے کی افواہ سے افراتفری مچی ہے۔ اس لیے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں پناہ لینے آ گیا ہوں۔"

بودھ بھکشو کے چہرے پر بڑی پُرسکون مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ بولا:

"میں مہاراج نہیں ہوں۔ میرا نام آنندا ہے۔ مجھے اپنا بھائی ہی سمجھو۔ اگر تم ہمارے بودھ مت کو نہیں بھی مانتے ہو تب بھی میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم جب تک چاہو اس خانقاہ میں رہ سکتے ہو۔ پیچھے کچھ کوٹھڑیاں خالی پڑی ہیں کیوں کہ جنگ کے خوف کی وجہ سے یہاں جو طالب علم پہلے رہتے تھے وہ چلے گئے ہیں۔ ہاں۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"میرا نام عنبر ہے۔ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں جڑی بوٹیوں کی سوداگری کرتا ہوں۔"

بھکشو آنندا نے ہاتھ باندھ کر ایک بار پھر پرنام کیا اور بولا:

"میرے بھائی عنبر! کیا تم کچھ کھاؤ گے؟ میرے پاس کچھ چاول اور پھل رکھے ہیں۔"

عنبر کے منع کرنے کے باوجود بھکشو آنندا کوٹھڑی میں

پھل اور چاول لینے چلا گیا۔

ماریا نے عنبر سے کہا:

"یہ بڑا خوش اخلاق آدمی ہے۔"

عنبر بولا: "یہ جس عظیم انسان کے ماننے والے ہیں تم تو جانتی ہی ہو وہ شہزادہ سدھارتو تھا جو گیان حاصل کرنے کے بعد مہاتما بدھ کے نام سے مشہور ہوا اس نے تو دُکھی انسانوں کے لیے اپنا محل بیوی بچے اور آرام و آسائش چھوڑ دیا تھا۔"

بھکشو آنندا لکڑی کی پلیٹ میں کچھ چاول اور پھل لے کر آ گیا۔ عنبر کو ان کی ضرورت نہیں تھی مگر بھکشو کا دل رکھنے کے لیے اس نے چاول اور پھل بڑی محبت اور شوق سے کھائے اور بھکشو کا شکریہ ادا کیا۔ بھکشو تنکوں کی چٹائی پر دوزانو بیٹھا تھا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا۔ زعفرانی رنگ کی چادر اس نے اپنے جسم کے گرد اس طرح لپیٹ رکھی تھی کہ اس کا ایک بازو ننگا تھا۔ پاؤں میں پہننے کے لیے لکڑی کی کھڑاؤیں پاس ہی پڑی تھیں۔ گوتم بدھ کے کانسی کے مجسمے کے سامنے چنبیلی کے دو پھول پڑے تھے اور سامگری میں اگربتی اور لوبان سلگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے تھے جن کی دھیمی دھیمی پاکیزہ خوشبو فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔ بودھ بھکشو کی آنکھوں میں بڑی محبت اور نرمی تھی۔ چہرے پر ایسا سکون تھا جیسے کہیں کچھ بھی نہیں ہو رہا ہر طرف آرام ہی آرام ہے۔ چین ہی چین ہے۔ جب عنبر نے پوچھا کہ کیا وہ یونانی فوجوں کے آنے سے خوف زدہ نہیں ہے؟ تو بھکشو نے ذرا مسکرا کر جواب دیا۔

"جب ہم کسی سے لڑیں گے ہی نہیں تو کسی سے خوف کیوں کھائیں؟"

عنبر نے کہا:

"لیکن یونانی سپاہی تو ان لوگوں کو بھی مار ڈالتے ہیں جو لڑنا نہیں چاہتے۔ جنگوں میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔"

بھکشو بولا: "اگر وہ ہمیں مار دیں گے تو بے شک مار دیں۔ ہمارے لیے زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"مگر آنندا بھائی یہ تو بزدلی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ دشمن سے مقابلہ کرے اور مرنا ہی ہے تو لڑتے لڑتے جان دے۔"

بھکشو ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا:

"ہم کبھی کسی انسان یا جانور کو تکلیف نہیں دے سکتے یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ ہمارے مذہب میں جنگ جائز نہیں۔"

وہ اٹھا اور بولا:

"میں تمہارے لیے قہوہ بنا کر لاتا ہوں۔"

اس کے جانے کے بعد ماریا نے سرگوشی میں عنبر سے کہا:

"کیا خیال ہے تمہارا اس بھکشو کے مذہب کے بارے میں"

عنبر ذرا سا مسکرا کر بولا:

"ماریا! میں ایسے مذہب کے ساتھ زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ میں اس کا احترام ضرور کرتا ہوں۔ مگر اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک عزت دار اور بہادر آدمی جنگ میں دشمن سے بہادری اور بے جگری سے لڑتا ہے۔ مر گیا تو شہید، زندہ رہا تو غازی۔"

ماریا کچھ کہنے والی تھی کہ بھکشو آنندا لکڑی کے پیالوں میں گرم گرم قہوہ لے کر آ گیا۔ ابھی کافی دن باقی تھا موسم برسات کا تھا اور باہر آسمان پر پہاڑیوں کے اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلکے ہلکے بادلوں کے ٹکڑے تیرنے لگے تھے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ قہوہ پینے کے بعد بھکشو نے کہا:

"میں اب کچھ دیر آرام کروں گا۔ تم بھی پیچھے کسی کوٹھڑی میں جا کر لیٹ جاؤ۔"

عنبر نے آگے کچھ نہ کہا کیونکہ بودھ بھکشو آرام کرنا چاہتا تھا۔ وہ اٹھ کر خانقاہ کے پیچھے جو چار پانچ خالی کوٹھڑیاں تھیں ان میں سے ایک کوٹھڑی میں آ گیا۔

ماریا ہنس کر بولی:

"عنبر! تم نے چاول تو خوب مزے لے لے کر کھائے اور مجھے پوچھا بھی نہیں۔"

عنبر بولا: "تمہیں پوچھتا تو بھکشو بے چارا حیرت کے مارے گم سم ہو جاتا۔"

ماریا نے کہا:

"مجھے اس نیک دل بھکشو پر ترس آتا ہے یونانی سپاہی بڑے وحشی ہیں۔ وہ یہاں کسی بھکشو کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

عنبر بولا: "کم از کم اس نیک دل بھکشو کی جان بچانا تو ہمارا فرض ہے۔ اسے کسی یونانی سپاہی کے ہاتھوں نہیں مرنے دیں گے۔"

کوٹھڑی میں صرف ایک چٹائی زمین پر بچھی تھی۔ طاق میں ایک مٹی کا دِیا رکھا تھا۔ کونے میں مٹی کا گھڑا پانی سے بھرا ہوا پڑا تھا۔ کوٹھڑی بڑی صاف ستھری تھی۔ عنبر چٹائی پر بیٹھ گیا۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ اور وہ ناگ کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ ماریا کو یقین تھا کہ ناگ اس دفعہ ضرور کسی بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ شہر کی جانب سے لوگوں کی چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عنبر اور ماریا لپک کر باہر آئے۔ دیکھا کہ شہر میں کئی جگہوں پر آگ لگ رہی تھی۔

عنبر کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"وحشی یونانی فوج آ پہنچی ہے۔"

اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! شہر میں جا کر پتہ کرو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔"

ماریا اسی وقت فضا میں بلند ہو کر شہر کی طرف پرواز کر گئی۔ عنبر جلدی سے خانقاہ میں گیا۔ دیکھا کہ نیک دل بھکشو چٹائی پر مہاتما بدھ کی مورتی کے آگے سمٹ کر پڑا گہری نیند سو رہا ہے۔ عنبر نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا اور خانقاہ کا دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ماریا نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس آ کر بتایا کہ سکندر اعظم کی یونانی فوجوں کا ہراول دستہ شہر میں داخل ہو کر مکانوں کو آگ لگا رہا ہے اور لوگوں کا قتلِ عام کر رہا ہے۔

عنبر بولا: "کیا راجہ نے ہتھیار نہیں ڈالے؟"

ماریا نے کہا:

"راجہ نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ جب ہی تو شہر کے دروازے کھول دیئے گئے تھے۔ مگر یونانی فوج کرائے کی فوج ہے۔ جب تک اسکندر اعظم خود یہاں نہیں پہنچتا یہ لوٹ مار جاری رہے گی اور سب سے تشویش ناک خبر یہ ہے کہ یونانی فوج کا ایک دستہ ادھر اس خانقاہ کو لوٹنے بھی آ رہا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کی خانقاہوں میں سونے کی مورتیاں رکھی ہوتی ہیں۔"

عنبر جلدی سے ایک طرف ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ دور کچی سڑک پر کچھ گھوڑ سوار گھوڑے دوڑاتے خانقاہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! ہوشیار ہو جاؤ۔ ہمیں اس نیک دل بھکشو کو یونانی کرائے کے فوجیوں سے ہر حالت میں بچانا ہے۔"

ماریا نے پُرعزم آواز میں کہا:

"میں تیار ہوں۔ فکر نہ کرو۔ جتنے یونانی سپاہی آ رہے ہیں ان میں سے ایک بھی زندہ واپس نہیں جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن ہمیں اس وقت تک انہیں کچھ نہیں کہنا جب تک کہ یہ لڑنے مرنے پر نہ اتر آئیں۔"

"میں جانتی ہوں۔" ماریا نے جواب دیا۔

دونوں سڑک کی طرف دیکھ رہے تھے جو پہاڑیوں کے درمیان سے خانقاہ کی طرف آتی تھی۔ چار یونانی سپاہی گھوڑے دوڑاتے تلواریں لہراتے مارو مار کرتے چلے آ رہے تھے۔ عنبر نے ماریا سے کہا:

"خانقاہ کے اندر دروازے کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ تمہیں کیا کرنا ہو گا تم خوب جانتی ہو۔"

ماریا کی آواز آئی:

"خوب جانتی ہوں۔"

ماریا خانقاہ کے اندر چلی گئی۔ کمال کی بات یہ تھی کہ بودھ بھکشو ابھی تک بڑے سکون سے سو رہا تھا۔ اس کے خراٹوں کی بھی آواز نہیں آ رہی تھی۔ عنبر خانقاہ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دروازے کے باہر کھڑا ہو گیا۔ یونانی سپاہی جنگلی جانوروں کی طرح چیختے چلاتے شور مچاتے خانقاہ کے سامنے آکر گھوڑوں سے اترے اور تلوار لیے عنبر کی طرف لپکے۔ ایک سپاہی نے عنبر کی طرف دیکھ کر طنزیہ انداز میں اپنے ساتھی سے یونانی زبان میں کہا:

"بیمار ہندوستانی ہے۔ اسے تم ہلاک کرو۔"

عنبر نے بھی یونانی زبان میں جواب دیا:

"تم میں سے کوئی بھی مجھے ہلاک نہ کر سکے گا۔"

چاروں یونانی سپاہی چونکے کہ یہ شخص جو شکل صورت سے کسی طرح بھی یونانی نہیں لگتا یونانی زبان میں اتنی روانی سے کیسے بات کر لیتا ہے۔

ایک سپاہی نے غراتے ہوئے عنبر سے کہا:

"تم یونان میں کسی امیر کے غلام رہے ہو کیا؟"

عنبر نے بڑی بہادری سے جواب دیا:

"میں آج تک کسی کا غلام نہیں رہا۔"

تیسرا سپاہی جھلا کر بولا:

"ارے اس کا سر تن سے جدا کرو اور مندر کو لوٹ لو اس کے اندر ضرور سونے کی مورتیاں ہوں گی۔"

پہلے سپاہی نے عنبر پر تلوار کا بھرپور وار کیا۔

طوفان اور راجکماری

عنبر نے تلوار کا وار اپنے ہاتھ پر لیا اور تلوار چھین کر پرے پھینک دی۔

اب دو یونانی سپاہی عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے عنبر کو گرا لیا اور اسے زدوکوب کرنے لگے۔ باقی دو یونانی سپاہیوں سے ایک خانقاہ کا دروازہ دھڑاک سے کھول کر اندر گیا ہی تھا کہ ماریا نے اس کی گردن پر اوپر سے اتنی زور سے بازو مارا کہ اس کی گردن کی ہڈیوں کے سات ٹکڑے ہو گئے۔ وہ گرا تو دوسرا آگے بڑھ چکا تھا۔ اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ اب۔ بودھ بھکشو جاگ پڑا تھا۔ اس نے یہ ماجرا دیکھا تو گوتم بدھ کی مورتی کے سامنے آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔ ماریا باہر کو دوڑی۔ دونوں یونانی سپاہی عنبر کو گھونسے مار رہے تھے مگر خود ان کے ہاتھ لہولہان ہو گئے تھے۔ عنبر ان کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا ماریا نے ایک یونانی سپاہی کو پیچھے سے پکڑ لیا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی کے بازوؤں کی پکڑ محسوس کی تو چیخ مار کر اپنے ساتھی سے بولا:

"یہاں کوئی بھوت ہے۔ ہمارے دونوں ساتھی مر چکے ہیں، بھاگو۔"

مگر ماریا بھلا انہیں کب بھاگنے دیتی تھی۔ اس نے یونانی سپاہی کو بازوؤں سے پکڑ کر اوپر کو اتنی زور سے اچھالا کہ وہ زمین سے پچاس فٹ کی بلندی پر جا کر قلابازیاں کھاتا زمین پر گرا تو اس کی ہڈی پسلی ٹوٹ گئی۔ تیسرا یونانی ڈر کر بھاگنے لگا تو ماریا نے اسے بھی گردن سے دبوچ لیا۔

عنبر نے کہا:

"جانے دو اسے ماریا۔ یہ ہمارا مقابلہ نہیں کر رہا۔"

ماریا نے کہا:

"اس نے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کا خون بہایا ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گی۔"

اور ماریا نے چوتھے یونانی سپاہی کا بھی صفایا کر دیا۔ پھر اس نے چاروں لاشوں کو ان کے گھوڑوں پر ڈال کر پہاڑیوں کی طرف بھگا دیا۔ بودھ بھکشو خانقاہ کی کوٹھڑی سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ

رکھے تھے۔ کہنے لگا:

"یہ ظلم مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ میں پہاڑی گپھاؤں میں جا کر مہاتما بدھ کی عبادت کروں گا۔"

بودھ بھکشو نے جھک کر عنبر کو سلام کیا اور کھڑاویں پہن کر پہاڑیوں کی طرف جانے والی سڑک کے کنارے کنارے چل پڑا۔

ماریا نے کہا:

"اس شریف آدمی کا پہاڑوں میں چلے جانا ہی بہتر ہے یہاں یونانی سپاہی اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

عنبر بولا:

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے ماریا؟"

ماریا نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ہمیں بڑی شاہراہ کو چھوڑ کر جنگلوں میں سے گذر کر شہر لاہور کی طرف نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے وہاں ناگ کا کوئی سراغ مل جائے۔ عنبر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ماریا اس کے ساتھ ہو لی اور دونوں ٹیکسلا کی پہاڑیوں کے دامن کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں سے انہوں نے آگے دریائے جہلم عبور کر کے دریائے چناب کی وادی میں داخل ہونا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا اور پھر وہاں سے جنگل جنگل لاہور کا رُخ پکڑنا تھا
اس زمانے میں اتنی آبادیاں کہاں ہوتی تھیں۔ ایک شہر
ہوتا تھا جو صرف فصیل یعنی دیوار کے اندر آباد ہوتا تھا
باہر کھیت کھلیان ہوتے تھے۔ کسانوں کے کچھ کچے مکان ہوتے
تھے۔ دشمن کی فوجیں حملہ کرتیں تو یہ کسان بھاگ کر شہر
میں آ جاتے تھے۔ گاؤں دیہات بہت ہی کم ہوتے تھے۔
اگر گاؤں ہوتے بھی تھے۔ تو ایسی جگہوں پر بنائے جاتے تھے
جو پہاڑی ڈھلانوں یا گھنے درختوں کی اوٹ میں چھپی ہوتی
تھیں تاکہ دشمن کی فوج اگر وہاں سے گزرے تو اس
کی نظر کم پڑ سکے۔ عنبر اور ماریا دریائے جہلم کی طرف
شمال مشرق سے ہوتے ہوئے جا رہے تھے۔

دوسری طرف سکندرِ اعظم اپنے شاہی دستے کے ساتھ
ٹیکسلا کے راجہ کے شاہی محل پر قبضہ کر چکا تھا۔ راجہ امبی
ہتھیار ڈالنے کے بعد سکندر اعظم کی خدمت میں بے حد قیمتی
تحائف پیش کر رہا تھا۔ سکندر اعظم دوسرے بادشاہوں یا
قدیم جرنیلوں کی نسبت زیادہ بااخلاق اور روادار تھا۔ وہ
دشمن کا بھی احترام کرتا تھا۔ جو دشمن ہتھیار ڈال دیتا تھا۔ اس کی
پوری حفاظت کرتا تھا۔ چنانچہ راجہ امبی کو اس نے اس
کی حکومت واپس کر دی تھی اور کہہ دیا تھا کہ وہ ٹیکسلا
میں اپنا کوئی گورنر نہیں رکھے تھے۔ صرف ایک یونانی مشیر

ل میں یونانی مفادات کی حفاظت کے لیے موجود رہے گا۔
راجہ امبی اسی پر بہت خوش تھا کہ جان تو بچی کیونکہ
ہ پورس کی طرح بہادر اور عزت مند راجہ نہیں تھا۔ اسے
زت اور آبرو کی جگہ دولت اور شاہی تخت و تاج
عزیز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ آج راجہ پورس کو ایک
بہادر اور عزت مند راجہ کی حیثیت سے یاد رکھے ہوئے ہے
لانکہ پورس کو شکست ہو گئی تھی۔ اس کی بہادری کا اعتراف
سکندر اعظم نے بھی کیا تھا۔ یہ بات آپ نے اپنی کتابوں
ں بھی پڑھی ہو گی کہ شکست کے بعد جب جہلم کے اس راجہ
رس کو سکندر کے سامنے لایا گیا تو سکندر اعظم نے اس
ے سوال کیا۔

"پورس! بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

اس پر راجہ پورس نے ایک عزت مند بہادر انسان
طرح جواب دیا۔

"وہی جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔"

اس دلیرانہ جواب پر سکندر خوش ہوا کہ اس نے تخت
ے اُتر کر راجہ پورس کو گلے لگا لیا اور اس کی حکومت
ی اسے واپس کر دی۔ مگر راجہ امبی کے بارے میں
سکندر کو معلوم تھا کہ یہ ایک دولت پرست بزدل راجہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے چنانچہ وہاں اس نے اپنا ایک مشیر ضرور مقرر کر
تھا جس نے بعد میں ٹیکسلا کے تخت پر قبضہ کر لیا
شمال کا سارا علاقہ یونانیوں کے قبضے میں چلا گیا تھا۔

شاہی محل میں دربار سجا تھا۔ یونانی جرنیل بڑی شا
سے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ راجہ امبی سکندر اعظم کے تخت کے پا
نیچے ایک کرسی پر ادب سے بیٹھا تھا اور اس کے ہندی دربا
نوکروں کی طرح اسکندر اعظم کی خدمت میں تحفے تحائف
پیش کر رہے تھے۔ راجہ امبی نے جب ایک انتہائی
اور قیمتی ہیرا سکندر کی خدمت میں پیش کیا تو سکندر
خوش ہو کر اپنی خاص سونے کی ٹوکری کھولی جس میں
کا یاقوتی سانپ اور یونان کے مشہور شاعر ہومر کی
کی کتاب رکھی رہتی تھی کھولی اور یاقوتی سانپ کا
نکال کر راجہ امبی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

"راجہ! ہم یہ تحفہ تمہاری خدمت میں پیش کرتے
ہیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے ملک میں
سانپوں کی پوجا ہوتی ہے۔ سانپ کی یہ مورتی
تمہارے لیے خوش بختی کا باعث ہو گی۔"

راجہ امبی یاقوت کی سانپ کی مورتی کو دیکھ کر بہت
بہت خوش ہوا۔ اس نے ایسی سانپ
کی مورتی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ مورتی راجہ امب

الے اپنے محل کے ایک خاص عبادت کرنے والے کمرے میں
لے جا کر صندل کی چوکی پر رکھ دی۔ یہاں پہلے سے دیوتاؤں
کی مورتیاں پڑی تھیں۔ راجہ امبی کی ایک ہی نوجوان بیٹی
تھی جس کا نام درگا تھا۔ درگا کی ماں جنوبی ہند کے ایک
لک کی رہنے والی تھی جہاں لوگ سانپوں کی پوجا کرتے
تھے۔ درگا کی ماں رانی کملا بھی سانپوں کو دیوتا سمجھتی تھی
اور ان کی پوجا کرتی تھی۔ راج کماری درگا یاقوتی سانپ کو
یک دیوتا سمجھ کر اس کی پوجا کرنے لگی۔ اسے کچھ معلوم
نہیں تھا یہ مورتی سچ مچ کے ناگ دیوتا کی مورتی ہے۔
وہ اسے اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گئی یہاں اس نے
یک سونے کی چوکی پر ناگ کی مورتی رکھ دی۔ اس کے
گے گھی کا دیا روشن کر دیا اور صبح و شام پھول اور
شہد کا پیالہ سامنے رکھ کر ناگ کی مورتی کی پوجا کرتی۔ راجہ
بی کو یہ بات زیادہ پسند نہیں تھی کہ اس کے محل
یں سانپ کی باقاعدہ پوجا پاٹھ ہو۔ چنانچہ جب راجکماری
رگا کو پتہ چلتا کہ اس کا راجہ باپ ادھر آ رہا ہے تو
وہ ناگ کی مورتی کے آگے سے پھول شہد اور چراغ
ہٹا دیتی اور یہ ظاہر کرتی کہ اس نے سانپ کی مورتی
کو محض ایک خوبصورت مورتی کے طور پر یہاں رکھا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ جب وہ چلا جاتا تو راج کماری درگا پھر سانپ
پوجا میں مصروف ہو جاتی۔

راج کماری درگا کو ناگ کی مورتی سے بڑی عقید
ہو گئی تھی۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا۔ لوگ جانوروں پتھ
درختوں اور دریاؤں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ایک روز را
درگا ناگ کی سانپ مورتی کی پوجا کر رہی تھی۔ وہ آنکھ
بند کیے ہاتھ باندھے ناگ کی سانپ مورتی کے سا
سر جھکائے بیٹھی تھی کہ راجہ ابھی کمرے میں آ گیا۔ اس
اپنی بیٹی کو سانپ کی مورتی کی پوجا میں مگن پایا تو د
پاؤں واپس چلا گیا۔ دل میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ
سانپ کی یہ مورتی محل میں نہیں رہے گی۔

دوسرے روز اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو بل
اور اسے کہا کہ وہ سانپ مورتی کو اٹھا کر دور پہاڑیو
کسی کھڈ میں جا کر گرا دے جہاں سے اسے کبھی کوئی وا
نہ لا سکے۔ اس خاص آدمی نے رات کے وقت جب راجک
درگا گہری نیند سو رہی تھی سانپ مورتی کو اٹھایا اور گ
پر بیٹھ جنگل کی طرف نکل گیا۔ ٹیکسلا شہر سے باہر تھوڑ
فاصلے پر ہی پہاڑیاں شروع ہو جاتی تھیں۔ وہ ایک وا
میں سے گذر کر رات کے اندھیرے میں ایک پہاڑی
چڑھ گیا۔ اس پہاڑی کی دوسری جانب ایک گہرا کھ

اس نے ناگ کی یاقوتی سانپ مورتی کو تھیلے میں سے نکال کر گہرے کھڈ میں پھینک دیا۔ سانپ مورتی لڑھکتی، پتھروں سے ٹکراتی کھڈ کی گہرائی میں ایک جنگلی جھاڑی کے پاس جا کر رک گئی۔

صبح راجکماری درگا اٹھی تو دیکھا کہ سانپ کی مورتی غائب تھی۔ پریشان ہو کر اپنی ماں کے پاس گئی۔ ماں خاموش ہو گئی۔ وہ سوچ رہی تھی۔ آخر اس نے اپنی بیٹی راجکماری درگا سے کہا:

"بیٹی! یہ کام سوائے تمہارے راجہ باپ کے دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ کسی کو اتنی جرأت نہیں کہ وہ تمہارے کمرے میں رات کے اندھیرے میں داخل ہو کر مورتی چرا کر لے جائے۔ یہ کام تمہارے باپ کے کہنے پر ہوا ہے۔ اس لیے تجھے صبر کر لینا چاہیے۔ کیونکہ تم ہزار کوشش کے باوجود بھی سانپ مورتی کو دوبارا حاصل نہ کر سکو گی۔"

اس وقت تو راج کماری درگا چپ ہو کر واپس اپنے کمرے میں چلی آئی۔ لیکن اس نے دل میں عہد کر لیا کہ وہ اپنے دیوتا، سانپ مورتی کو حاصل کر کے رہے گی۔ اس کے دل کو یقین تھا کہ سانپ مورتی جہاں بھی ہو گی اسے اپنے پاس بلا لے گی۔ چنانچہ اسی روز جنگل میں سیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے کے بہانے درگا اپنی چار سہیلیوں کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑی وادیوں کی طرف نکل گئی۔ راج کماری درگا کو اتنا اندازہ تھا کہ سانپ مورتی کو ضرور کسی گہری کھڈ میں گرایا گیا ہو گا۔ کیوں کہ وہاں قریب کوئی دریا نہیں تھا۔ صرف ایک نہر تھی جس میں سے یاقوت کی قیمتی سانپ مورتی لوگ نکال سکتے تھے۔ درگا اپنی سہیلیوں کے ساتھ ایک پہاڑی پر چڑھ رہی تھی کہ آسمان پر کالی گھٹائیں چھا گئیں۔ اور تیز ہوا چلنے لگی۔ پھر زبردست آندھی اور بارش کا طوفان آ گیا۔ کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا۔ گھوڑے بدک گئے۔ درگا کا گھوڑا بھی اسے جھاڑیوں میں گرا کر بھاگ گیا۔ دوسری سہیلیاں بھی خوف زدہ گھوڑوں سے چمٹی کہیں کی کہیں نکل گئیں۔

تیز بارش اور قیامت خیز ہواؤں نے درگا کو راستے سے بھٹکا دیا اور وہ لڑھکتی ہوئی گہری کھڈ میں جا گری۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ ڈھلان کے اونچے گھاس میں سے پھسلتی ہوئی نیچے گری اور اسے چوٹ نہ لگی۔ جب ذرا ہوا کا زور تھما تو راج کماری درگا نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اٹھ کر بارش سے بچنے کے لیے ایک جھاڑی کی طرف چلی آئی۔ یہ بہت گھنی جھاڑی تھی۔ سیاہ بادل گرج رہے تھے۔ بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔ کالے بادلوں

کی وجہ سے چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔ راج کماری جھاڑی میں چھپی بیٹھی تھی کہ اسے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔

راج کماری درگا چونکہ سانپوں کی پوجا کرتی تھی اس لیے اسے سانپ نے کوئی خوف محسوس نہ ہوا۔ وہ ہاتھ باندھ کر بارش میں بیٹھ گئی اور دیکھا کہ ایک سانپ پھن اٹھائے اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ درگا اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلی۔ خاموش ہاتھ باندھے بیٹھی منتر پڑھتی رہی۔ سانپ پھن اٹھائے اس کے قریب سے گزر کر جھاڑی میں چلا گیا۔ جب تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے منہ میں ناگ کی سانپ مورتی پکڑی ہوئی تھی۔ راج کماری نے اپنی کھوئی ہوئی یاقوتی مورتی کو دیکھا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ سانپ نے ناگ کی مورتی کو راجکماری درگا کے سامنے ڈال دیا اور خود دوسری جنگلی جھاڑیوں کی طرف چلا گیا۔

راج کماری نے ناگ کی مورتی کو اپنی ساڑھی کے پلو سے صاف کیا اور اس سے باتیں کرنے لگی:

"میرے دیوتا! تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں تمہاری جدائی میں بے چین تھی۔ بے قرار تھی۔ بھگوان کی کرپا سے تم پھر مل گئے۔ میری محبت جیت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی۔

اور راج کماری درگا نے ناگ کی سانپ مورتی کو اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ بارش رُکنے کا انتظار کرنے لگی بادل زور سے گرجا۔ راج کماری سہم کر جھاڑی کے اندر ہو گئی۔ اچانک کیا دیکھتی ہے کہ وہی سانپ سامنے والی جھاڑیوں سے نکل کر ایک بار پھر چلا آ رہا ہے۔ سانپ نے اپنے منہ میں ایک خاص قسم کی بُوٹی پکڑ رکھی تھی جس کا رنگ زعفران ایسا تھا اور اس بُوٹی کے کنگرے بھی تھے۔ راج کماری سانپ کی مورتی کو گود میں لیے خاموشی سے سانپ کو تکنے لگی۔ سانپ اسی کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ راج کماری درگا کچھ نہ سمجھ سکی کہ سانپ اس کی طرف کس لیے آ رہا ہے۔ جب سانپ اس کی گود کی طرف بڑھنے لگا تو آخر وہ انسان تھی۔ ڈر کر اس نے سانپ مورتی کو زمین پر رکھ دیا۔ کیونکہ اس کی چھٹی حِس نے جیسے اسے بتا دیا تھا کہ یہ سانپ مورتی کی طرف آ رہا ہے۔

اور ایسا ہی تھا۔ درگا نے ناگ کی مورتی کو بارش میں گھاس پر رکھ دیا تو سانپ نے آگے بڑھ کر اپنے منہ میں پکڑی ہوئی بوٹی ناگ کی مورتی کے جسم کے ساتھ لگائی اور اسے تین بار رگڑا۔ تیسری بار رگڑنے کے

ساتھ ہی ناگ زندہ ہو گیا۔ اس کے جسم میں جان پڑ گئی۔ اس کی یادداشت اور طاقت واپس آ گئی۔ مگر ابھی تک وہ سانپ کی شکل ہی میں تھا۔ اس کو زندہ ہوتے دیکھ کر راج کماری تو تھر تھر کانپنے لگی۔ پھر عقیدت سے اس نے ناگ کے آگے سجدہ کر دیا۔

سانپ نے اپنی زبان میں ناگ سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے آپ کی خوشبو اس جھونپڑی کی طرف کھینچ کر لے آئی۔ لیکن یہاں آکر آپ کو یاقوتی سانپ کی حالت میں دیکھا تو جنگل میں سے یہ تریاقی بُوٹی توڑ کر لایا۔ کیونکہ آپ کے جسم میں اس بوٹی کے رگڑنے سے ہی جان پڑ سکتی تھی۔"

ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے؟ سانپ نے بتایا کہ جب وہ آیا تو یہ لڑکی اس کی یاقوتی مورتی کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔ "عظیم دیوتا! ایسے لگتا ہے کہ یہ لڑکی آپ کی پوجا کر رہی تھی۔ اب بھی وہ آپ کے سامنے ہاتھ باندھے بیٹھی ہے۔"

ناگ نے سانپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"اچھا تم اب جا سکتے ہو۔ مجھ پر جس بدروح نے طلسم کیا تھا وہ تمہارے تعاون سے ختم ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکا ہے۔"

سانپ نے ادب سے سلام کیا اور بارش میں جھاڑیوں کی طرف چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ناگ نے لڑکی کی طرف دیکھا۔ وہ ہاتھ باندھے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ناگ ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ لڑکی اگر اس سے اتنی محبت کرتی ہے۔ اس سے اتنی عقیدت رکھتی ہے تو اس پر ظاہر ہو جانا چاہیے۔ پس ناگ نے ایک سانس کھینچ کر چھوڑا اور دوسرے لمحے وہ انسانی شکل میں موجود تھا۔ راج کماری درگا نے جو سانپ کو اب انسان بنتے دیکھا تو بے ہوش ہو کر پیچھے جھاڑی میں گر پڑی۔

ناگ نے اسے سنبھالا اور اٹھا کر پہاڑی ڈھلان کی ایک چھوٹی سی کھوہ میں لے آیا جہاں بارش کا پانی نہیں آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں راج کماری کو ہوش آ گیا۔ ناگ نے درگا کے لباس سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے۔ راج کماری درگا حیرت سے آنکھیں کھولے ناگ کو تک رہی تھی۔

ناگ نے کہا:

"اچھی بہن! تجھے مجھ سے جو عقیدت ہے اس کی میں قدر کرتا ہوں اور اسی کی وجہ سے میں انسانی

شکل میں تمہارے سامنے آیا ہوں سنو! میں ناگ دیوتا ہوں اور تمہاری عبادت سے خوش ہوا ہوں۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو۔ تمہارا گھر کہاں ہے تا کہ میں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس چھوڑ آؤں۔"

راج کماری درگا ہکا بکا سی تھی۔ اس نے بڑے سانپوں کی پوجا کی تھی مگر آج تک کسی سانپ کو انسان بنتے نہیں دیکھا تھا۔ جب ناگ نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ وہ ناگ دیوتا ہے تو وہ سمجھ گئی کہ ناگ دیوتا ہی ایسی کرامت کر سکتا ہے۔ اس نے اپنے خشک حلق کو تر کرتے ہوئے آہستہ سے کہا:

"ناگ دیوتا کو میرا پرنام۔"

ناگ نے راج کماری کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور بولا:

"میری بہن! میں نے تمہارا پرنام تمہارا سلام قبول کیا لیکن مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمہارا گھر کہاں ہے اور تم یہاں کیا کرنے آئی تھیں اور مجھے یہاں کون لایا تھا؟"

کیوں کہ ناگ کو یہ تو معلوم تھا کہ ایک بدروح نے اس پر طلسم کر کے اسے سانپ بنا دیا تھا مگر یہاں کیسے آیا؟ اس کا اسے کچھ علم نہیں تھا۔ کیوں کہ یاقوتی سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنتے ہی اس کی یادداشت اور دوسرے احساسات وقتی طور پر ختم ہو گئے تھے۔ جواب دوبارا واپس آ گئے تھے۔

ناگ نے کہا:

"کیا تم مجھے یہاں لائی تھیں؟"

اب راج کماری درگا کا حوصلہ کچھ بڑھا۔ اس نے کہا:

"ناگ دیوتا! میرا نام درگا وتی ہے اور میں یہاں کے راجہ امبی کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ چونکہ میری ماں جنوبی ہند کی رہنے والی ہے اس لیے ہم سانپوں کی پوجا کرتے ہیں۔ راجہ امبی یعنی میرے باپ کو اسکندر اعظم نے تمہیں تحفے کے طور پر دیا تھا میں تمہاری مورتی اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آئی اور صبح و شام تمہاری پوجا کرتی۔ لیکن چونکہ میرا باپ سانپوں کی پوجا کو پسند نہیں کرتا اور وہ جنوب کا نہیں ہے۔ اس لیے اس نے مجھے سانپ کی پوجا کرتے دیکھ لیا اور تمہاری مورتی کو اٹھوا کر اس گہرے کھڈ میں پھنکوا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ میں تمہارے بغیر اداس ہو گئی اور آج تمہاری تلاش میں اس وادی میں آئی تو بارش آندھی کا طوفان آ گیا اور میں بھٹک کر اس جھاڑی میں نکل آئی

جہاں تم مجھے دوبارا مل گئے۔"

ناگ سب کچھ سمجھ گیا۔ اسکندر اعظم کے ذکر سے اس نے پوچھا کہ سکندر اعظم یہاں کیسے آ گیا؟ راج کماری نے بتایا کہ سکندر اعظم نے جہلم فتح کرنے کے بعد ٹیکسلا پر حملہ کیا تھا مگر اس کے راجہ باپ نے ہتھیار ڈال دیئے اور اب سکندر واپس جہلم چلا گیا ہے جہاں سے وہ ہندوستان کے دوسرے شہروں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔

ناگ نے کہا:

"چلو میری بہن! میں تمہیں تمہارے شاہی محل میں چھوڑ آؤں۔"

درگا بولی: "ناگ دیوتا! تم مجھے چھوڑ کر چلے تو نہیں جاؤ گے؟"

ناگ بولا: "تم اپنے ماں باپ کے پاس تو چلو۔ وہ تمہارے لیے بہت پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اور ہاں وعدہ کرو کہ تم کسی کو میرے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی۔"

راج کماری درگا بولی:

"میں وعدہ کرتی ہوں ناگ دیوتا۔ مگر تم بھی وعدہ کرو کہ مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"دیکھو درگا! میں ناگ دیوتا ہوں۔ مجھے دنیا کے سارے سانپوں، سارے سانپ مندروں کی دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے۔ مجھے تم سے جدا ہونا ہی پڑے گا۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے ملنے ضرور آ جایا کروں گا۔"

راج کماری درگا اداس ہو گئی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیا۔ بارش ختم گئی تھی۔ ناگ نے درگا کو ساتھ لیا اور پہاڑی کی چڑھائی چڑھنے لگا۔ کافی مشکل کے ساتھ وہ راج کماری کو پہاڑی کے اوپر لے آیا۔ دوسری طرف وادی تھی اور دور ٹیکسلا کا شہر بادلوں میں گھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ناگ جب راج کماری درگا کو لے کر شاہی محل کے دروازے پر آیا تو پہرے داروں نے تعجب سے اسے دیکھا۔ ہر طرف شور مچ گیا کہ راج کماری واپس آ گئی ہے۔ جب سے راج کماری کی سہیلیوں نے واپس آ کر راجہ اور رانی کو بتایا تھا کہ راج کماری طوفان میں ان سے بچھڑ گئی ہے راجہ رانی سخت پریشان تھے۔ اور شاہی فوج اس کی تلاش میں نکل چکی تھی۔ اپنی بیٹی کو اپنے سامنے دیکھ کر راجہ اور رانی نے اسے گلے لگا لیا۔

راج کماری نے ناگ کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"پتا جی! اس بہادر نوجوان نے میری جان بچائی ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں طوفان میں بھٹک کر نہ جانے کہاں کی کہاں نکل گئی ہوتی۔"

راجہ ابھی نے ناگ کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور بولا:

"بیٹا! میں تمہارا احسان مند ہوں۔ بولو۔ میں تمہیں منہ مانگا انعام دینا چاہتا ہوں۔"

ناگ نے راج کماری کی طرف دیکھا۔ راج کماری کو تو معلوم تھا کہ ناگ ایک دیوتا ہے اور زمین کے سارے خزانوں کا منہ اس کے لیے کھلا ہے۔ اس نے اپنے باپ سے کہا:

"پتا جی! انہیں کسی انعام کی ضرورت نہیں ہے۔"

راجہ نے کہا:

"بیٹا تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں؟"

ناگ بولا: "میرا نام گیاداس ہے۔ میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔ یہاں سیاحت کرنے آیا تھا کہ یونانی فوجوں کے حملے سے ڈر کر پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ طوفانی بارش میں اچانک میری نظر راج کماری جی پر پڑ گئی جو مدد کے لیے پکار رہی تھیں۔ چنانچہ میں انہیں آپ کے پاس لے آیا۔"

راجہ اور رانی نے ناگ کو زبردستی اپنے شاہی محل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ٹھہرا لیا اور کہا کہ وہ دو ایک روز انہیں ضرور
خدمت کا موقع دے۔ ناگ سکندر اعظم کے پاس جانے
کی جلدی میں تھا لیکن راجہ اور رانی کے اصرار پر شاہی
محل میں رُک گیا۔

راج کماری درگا نے بھی ناگ کو مجبور کیا کہ وہ ان
کے پاس دو تین دن ضرور ٹھہرے۔ ناگ کو شاہی محل
میں ایک شاندار کمرہ مل گیا۔ جہاں عالی شان بستر لگا تھا
راج کماری درگا نے تو باقاعدہ ناگ کی پوجا شروع کر
دی۔ ناگ نے اسے منع بھی کیا مگر وہ کیسے باز رہ سکتی
تھی۔ اسے تو معلوم تھا کہ یہ نوجوان ناگ دیوتا ہے۔
راجہ کو اس کی خبر نہ تھی۔ راجہ کا ایک نوجوان وزیر وکرم
تھا۔ وہ راجہ کی اکلوتی بیٹی درگا سے شادی کر کے راجہ
کی موت کے بعد تخت پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا
اس نے جب دیکھا کہ راجکماری درگا محل میں ٹھہرے
ہوئے مہمان گیاداس کے ارد گرد پھرتی رہتی ہے اور
اس کی پوجا کرتی ہے تو اس کا خون کھول اٹھا۔ پہلے
تو اس نے ناگ کو وہاں سے بھگانے کے جتن کئے
مگر ایسا ہوا کہ جب ناگ جانے لگا تو راج کماری درگا
غش کھا کر گر پڑی۔ اب راجہ نے ناگ کے ہاتھ جوڑے
کو وہ اسے چھوڑ کر نہ جائے۔ یہ اس کی اکلوتی بیٹی درگا

کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ناگ مجبور ہو گیا اور کچھ
دن اور محل میں ٹھہر گیا۔

راج کماری بہت خوش ہوئی۔ بالکل صحت مند ہو گئی
اور ناگ کی دوبارا پوجا شروع کر دی۔ وزیر وکرم نے
ناگ کو راستے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہٹانے کا فیصلہ
کر لیا۔ وہ جانتا تھا کہ راج کماری کی جو حالت ہے
اس کو دیکھتے ہوئے اگر گیاداس یعنی ناگ چلا بھی گیا
تو راج کماری اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے گی یا
اگر نہ گئی تو اس کی محبت میں گھل گھل کر مر جائے گی۔
اس کا سب سے بہترین علاج یہی تھا کہ گیاداس ناگ کو
ہلاک کروا دیا جائے۔ اس کی لاش دیکھ کر راج کماری
کچھ دن سوگ کرے گی پھر اسے صبر آ جائے گا۔

نوجوان وزیر اعظم وکرم کو کیا معلوم تھا کہ وہ کس
سے الجھ رہا ہے۔ اس نے کسی کو اپنا راز نہ بتایا۔
اس خیال ہے کہ وہ آدمی بعد میں اسے بلیک میل
کرے گا۔ وزیر وکرم نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو یہ پتہ
چلے کہ اس نے گیاداس کو جو راجہ کا مہمان ہے ہلاک
کروایا ہے۔ چنانچہ اس نے خود ہی ناگ کو ختم کرنے
کا فیصلہ کیا۔

وہ راجہ کا وزیر تھا اور اسے محل کی ساری خبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہتی تھی۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ جس کمرے میں ناگ ٹھہرا ہوا ہے اس کو ایک خفیہ راستہ بھی جاتا ہے۔ ایک رات اس نے منہ سر پر کالی چادر لپیٹی ہاتھ میں زہر میں بجھا ہوا خنجر لیا اور خفیہ راستے کی طرف چل پڑا۔ اتفاق کی بات ایسی ہوئی کہ اسی رات ناگ کو عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی بہت یاد آئی۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ کسی سانپ کو بلوا کر اس سے عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں پوچھا جائے۔ کیونکہ سانپوں کو ان باتوں کا علم ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب کہ عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کے جسموں سے ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو بھی آتی تھی۔

ناگ کمرے میں اکیلا تھا۔ اس نے ہلکی سیٹی کی آواز نکالی اور علاقے کے کسی سانپ کو آواز دی۔ اسے تسلی تھی کہ اگر آس پاس کوئی سانپ ہوا تو وہ محل کی دیواروں چھتوں پر رینگتا ہوا اس کے کمرے میں پہنچ جائے گا۔ ناگ کے کمرے کا روشندان کھلا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک مٹیالے رنگ کا سبزی مائل انتہائی زہریلا سانپ وہاں آ گیا۔ اس نے آتے ہی ناگ کو سلام کیا اور پوچھا کہ وہ ناگ دیوتا کی کیا خدمت کر سکتا ہے۔ ناگ پلنگ سے اتر کر تخت پوش پر

بیٹھا تھا۔ اس کی بیٹھ پلنگ کی طرف تھی۔ اسی پلنگ کے نیچے خفیہ راستے کا چھوٹا دروازہ کھلتا تھا۔ مٹیالا زہریلا سانپ اس کے سامنے کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

ناگ نے اس سے کہا:

"کیا تم مجھے عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں ہوں گے؟ وہ میرے بہن بھائی ہیں اور ان کے جسموں سے میری خوشبو بھی آتی ہے۔"

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں اس سارے علاقے میں گردش کرتا رہتا ہوں۔ میں نے اپنے علاقے میں سوائے آپ کے اور کسی کے جسم سے آپ کی خوشبو نہیں سونگھی۔"

ناگ نے کہا:

"اچھا تم خیال رکھنا۔ میں اس محل میں ابھی تین چار دنوں تک ہوں۔ جونہی تمہیں علاقے میں میرے سوا کسی دوسرے کے جسم سے میری خوشبو آئے تو فوراً مجھے آ کر خبر کرنا۔ تم سمجھ گئے ہو؟"

سانپ بولا: "پوری طرح سمجھ گیا ہوں عظیم ناگ دیوتا!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

ناگ نے کہا:

"اب تم واپس جا سکتے ہو۔"

عین اس وقت پلنگ کے نیچے فرش کا خفیہ ڈھکنا اٹھا کر وزیر وکرم خنجر ہاتھ میں لیے نمودار ہوا۔ اس وقت مٹیالا سانپ واپس جانے کے لیے مڑ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو خنجر ہاتھ میں لیے ناگ دیوتا کی طرف دبے پاؤں بڑھ رہا تھا۔ مٹیالے سانپ نے ایک زور کی سیٹی کی آواز حلق سے نکالی۔ ناگ خطرے کو محسوس کرتے ہی ایک طرف اچھل کر گرا۔ اتنی دیر میں مٹیالا سانپ وزیر کی گردن میں لٹک رہا تھا اور اس نے وزیر وکرم کو ڈس دیا تھا۔

وزیر وکرم کی موت اسے وہاں کھینچ کر لے آئی تھی۔ بھلا اس قسم کے زہریلے سانپوں کے زہر سے وہ کبھی بچ سکتا تھا۔ سب سے پہلے تو اس کا حلق ہی بند ہو گیا۔ مٹیالے سانپ نے اسے گردن پر ڈسا تھا جس کے فوراً بعد اس کے گلے کے گلینڈ سوج گئے اور اس کی آواز بند ہو گئی۔ پھر اس کا خون جم گیا اور وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑا جب ناگ نے اٹھ کر اسے جھک کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔

ناگ نے کہا:

"ارے! یہ تو راجہ کا وزیر وکرم ہے۔"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! اگر آپ اس لاش کو غائب کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم کریں۔ میں اپنی ایک ہی پھنکار کے شعلے سے اس لاش کو بھسم کر کے رکھ دوں گا۔"

ناگ بولا: "نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ لاش راجہ بھی دیکھے تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ یہ خفیہ راستے سے خنجر ہاتھ میں لے کر مجھے ہلاک کرنے آیا تھا۔ تم اب چلے جاؤ۔"

سانپ ادب سے تعظیم کر کے چلا گیا۔ وزیر وکرم کی لاش سیاہ پڑ گئی تھی اور اس کے ناک کان سے جو خون بہہ رہا تھا وہ اب جم گیا تھا۔ ناگ نے اسی وقت راجکماری درگا کے کمرے میں جا کر اسے جگایا اور ساری بات بیان کی۔ راجکماری درگا نے جب سنا کہ وزیر وکرم ناگ دیوتا کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا اور اسے کسی سانپ نے کاٹ کر مار ڈالا ہے تو وہ حیران بھی ہوئی اور خوش بھی کہ ناگ دیوتا کا دشمن اپنے انجام کو پہنچا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رونگٹے کھڑے کرنیوالی آواز

ایک ہفتے بعد ناگ وہاں سے آگے روانہ ہو گیا۔

اس وقت عنبر اور ماریا لاہور پہنچ چکے تھے۔ یہ بہت ہی پرانا لاہور تھا اور آج کل جہاں اچھرہ ہے وہاں آباد تھا۔ اس شہر کے راجہ نے بھی یونانی فوج کا مقابلہ کرنے کی پوری تیاری کر رکھی تھی مگر بہت جلد وہاں بھی یہ خبر پہنچ گئی کہ اسکندر اعظم کی یونانی فوجوں نے جہلم سے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا ہے اور اب سکندر اپنی فوجوں کے ساتھ واپس اپنے ملک جا رہا ہے۔ لوگوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ کیونکہ کسی بھی زمانے میں عام آدمی جنگ کو پسند نہیں کرتے اور یہی چاہتے ہیں کہ سب ملک آپس میں اچھے ہمسایوں کی طرح پرامن طریقے سے رہیں۔

عنبر اور ماریا نے قدیم ترین لاہور یعنی لوہ پور میں پہنچتے ہی سب سے پہلے فضا میں سونگھا۔ ناگ کی خوشبو کہیں سے بھی نہیں آ رہی تھی۔

عنبر بولا: "ناگ کی خوشبو اس شہر میں بھی نہیں ہے ماریا۔"

ماریا نے کہا:

"پھر بھی ہمیں اس شہر کے سارے بازاروں، گلیوں اور حویلیوں اور راجہ کے محل میں کھوج لگانی ہوگی۔ کیونکہ کوئی پتہ نہیں کہ ناگ کسی مصیبت میں پھنسا وہاں موجود ہو۔"

عنبر کہنے لگا:

"حویلیوں اور قلعے کے اندر تو تمہیں جانا ہوگا۔ میں شہر کے گلی کوچوں، بازاروں اور باغوں میں ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔"

ماریا نے کہا:

"رہنے کے لیے ہمیں کسی سرائے میں ہی اترنا چاہیے۔"

عنبر بولا: "کیوں نہ اس بار دریا کے کنارے ڈیرہ لگایا جائے یہ دریا ایراوتی بھی تو شہر کے قریب ہی بہتا ہے۔"

آج سے ڈھائی ہزار برس پہلے جب لاہور کا نام لوہ پور تھا تو دریائے راوی کا نام دریائے ایراوتی تھا اور یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آج کل کے اچھرے کے قریب سے ہو کر گذرتا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ اپنی جگہ بدلتا اس جگہ پہنچ گیا جہاں یہ آج کل بہہ رہا ہے۔ ماریا کو یہ خیال پسند آیا اور انہوں نے دریا کے کنارے جہاں امرودوں کے بہت درخت اُگے ہوئے تھے اور چھوٹا سا گھاٹ بھی قریب تھا ایک جگہ چن لی۔ اس جگہ کچھ پرانی کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں جن کے دروازے غائب تھے اور خالی پڑی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ یہاں کبھی کسی امیر آدمی نے باغ میں رہنے کے لیے کوٹھڑیاں بنوائی ہوں گی۔ پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور کوٹھڑیاں ویران ہو گئیں۔ امرودوں کے باغ میں سفید سفید میٹھے امرود لٹک رہے تھے جنہیں طوطے بڑے مزے سے آ کر کھاتے تھے۔ اس زمانے میں اتنی آبادی اور افراتفری نہیں تھی۔ کسی کو اتنی نہیں پڑی تھی کہ باغوں میں جا کر امرود کے درختوں کو اُجاڑتا پھرے۔ شہر کے گلی کوچوں میں امرود اور دوسرے پھلوں کے ڈھیر لگے رہتے تھے اور ہر شے بے حد سستی تھی۔ چنانچہ یہ باغ بھی ویران تھا۔

کچھ فاصلے پر دریا کنارے ایک چھوٹا سا گھاٹ

تھا۔ سیڑھیاں دریا تک چلی گئی تھیں۔ کبھی کبھی یہاں دوسرے کنارے سے کشتی آتی۔ مسافر اترتے اور دوسرے مسافر بیٹھ کر واپس چل دیتے۔ عنبر نے کوٹھڑی کو صاف کر کے اندر امرود کے تازہ پتے توڑ کر اس کا بستر بچھایا۔ باہر بھی امرود کے درختوں تلے زمین صاف کر کے بیٹھنے کے لائق جگہ بنائی اور ماریا سے کہا:

"ماریا! اب تم ذرا شہر کی حویلیوں اور راجہ کے محل میں جا کر ناگ کا کھوج لگاؤ۔ میں یہیں پر تمہارا انتظار کروں گا۔"

عنبر کوٹھڑی کے آگے امرود کے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا اور ماریا، ناگ کی تلاش میں شہر کی حویلیوں کی طرف نکل گئی۔ یہ حویلیاں پرانے لوہ پور یعنی لاہور کے اندر تنگ گلیوں میں بنی ہوئی تھیں اور ان میں راجہ کے درباری اور امیر رئیس لوگ رہا کرتے تھے۔ ان حویلیوں کے بڑے بڑے لکڑی کے دروازے ہوتے تھے جو شام ہوتے ہی بند کر دیئے جاتے تھے۔ حویلیوں کے اندر راہ داریاں نیم روشن زینے سیڑھیاں اور بڑے بڑے دالانوں والے کمرے ہوتے تھے۔ ستون بنے ہوتے تھے جن کے ساتھ رات کو چراغ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روشن کر دیئے جاتے تھے۔ چھتوں پر بارہ دریاں بنی ہوتی تھیں جن میں امیر لوگوں کی لڑکیاں اور عورتیں گرمیوں کی شاموں کو ٹھنڈی ہوا لینے آ کر بیٹھ جاتی تھیں۔ یہ عورتیں بند رتھوں اور پالکیوں میں صبح دریا پر اشنان کرنے یعنی نہانے کے لیے بھی جاتی تھیں جب کسی امیر عورت کو کسی دوسرے محلے میں جانا ہوتا تھا تو وہ پالکی میں بیٹھ کر جاتی تھی جس کے چاروں طرف پردے گرے ہوتے تھے اور جن کو نوکروں نے کندھوں پر اٹھا رکھا ہوتا تھا۔ غریب عورتیں بے چاری پیدل ہی گلی کوچوں اور بازاروں میں چلتی تھیں اور جب انہیں دریا پر نہانا ہوتا تھا تو دور نکل جاتیں اور وہاں کسی جگہ کنارے پر گھاس یا جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھ کر نہاتی تھیں۔ غریبی اور امیری کا فرق اس زمانے میں بھی تھا اگرچہ کھانے کو سب کو مل جاتا تھا۔

ماریا جس وقت شہر کی نیم روشن تنگ گلیوں میں آئی تو اس وقت ابھی دن پوری طرح سے نہیں ڈھلا تھا۔ بازاروں میں دکانیں کھلی تھیں۔ بیل گاڑیوں پر سامان لد رہا تھا۔ کبھی کبھی کوئی باپردہ پالکی بھی گذر جاتی تھی۔ شہر میں کچھ مندر بھی تھے۔ ان مندروں میں اس زمانے

کے رواج کے مطابق بھگوان برہما کی پوجا ہوتی تھی۔ یہاں کوئی ایسا مندر نہیں تھا کہ جس میں سانپوں کی مورتیاں رکھی ہوں۔ سانپوں کی پوجا ہندوستان کے جنوبی شہروں میں ہوتی تھی۔ ماریا شہر کی گلیوں میں اڑتی پھر رہی تھی۔ ابھی حویلیوں کے دروازے کھلے تھے۔ حویلیوں کے اندر دوسری منزلوں کی کھلی کھڑکیوں میں عورتوں کے باتیں کرنے اور کسی کسی کے قہقہے لگانے کی آواز بھی آ جاتی تھی۔ ماریا کو کسی بھی حویلی سے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ایک دو حویلیوں کے اندر بھی گئی۔ گھوم پھر کر اس نے جگہ جگہ دیکھا۔ ناگ کہیں نہیں تھا۔ حویلیوں میں برہما کی مورتیاں ضرور طاقوں میں رکھی تھیں مگر سانپ کی مورتی کہیں نظر نہ آئی۔

اب ماریا نے راجہ کے محل کا رخ کیا۔ راجہ کے محل کی برجیاں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ بہت بڑا محل تھا جس کی چھت پر چاروں کونوں میں سپاہی نیزے لیے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ محل کے اندر بڑے بڑے صحن تھے جن میں جگہ جگہ رتھ اور گھوڑے کھڑے تھے۔ ایک دالان میں پالکیاں پڑی تھیں۔ ایک اصطبل کے باہر آمنے سامنے چار ہاتھی جھول رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ مہاوت انہیں چارہ کھلا رہا تھا۔ ایک صحن میں
سپاہیوں کا دستہ قواعد کر رہا تھا۔ راجہ کے محل کی دوسری
منزل کے کمروں میں شمعیں روشن ہو گئی تھیں۔ ماریا نے
محسوس کیا کہ یہ گھٹا گھٹا سا محل تھا جس کے دروازے
تنگ تنگ سے تھے۔ محل کے اندر جاتے ہر دروازے
پر پہرہ لگا تھا۔ ماریا کو پہرہ داروں سے اجازت لینے
کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ بے دھڑک ایک دروازے
میں سے راجہ کے محل میں داخل ہو گئی۔

محل کے کمرے بڑے سجے سجائے تھے۔ دیواروں پر
پردے لٹک رہے تھے۔ لوبان سلگ رہے تھے۔ چاندی
کی طشتریوں میں اگربتیاں سلگ رہی تھیں۔ خادمائیں جوڑوں
میں پھول لگائے بڑی بڑی چنگیروں میں موتیے اور گلاب
کے پھولوں کے ہار لیے چلی جا رہی تھیں۔ یہ پھول شاید
رانیوں اور راج کماریوں کے لیے تھے۔ برسات کا موسم
تھا اور گرمی تھی۔ مگر ماریا نے محسوس کیا کہ اس محل
کی بناوٹ ایسی تھی کہ کوئی کمرہ ایسا نہیں تھا جس میں
باہر سے ٹھنڈی ہوا نہ آ رہی ہو۔

ایک کمرے میں، ماریا نے مہارانی کو دیکھا کہ پھولوں
کے گہنے پہنے پلنگ پر بیٹھی ہے۔ کنیزیں اس کے

پاؤں کو صندل کے پانی سے دھو رہی ہیں۔ ایک کمرے
میں کچھ سیاہ آنکھوں والی راج کماریاں شمع کی روشنی
میں چوپٹ قسم کا کوئی کھیل کھیل رہی ہیں۔ ایک بہت
بڑے اور شاندار ہال کمرے میں ماریا داخل ہوئی تو
شہر کا راجہ سر پر ہیرے جواہرات والا تاج رکھے تخت
پر بیٹھا اپنے درباریوں اور وزیر سے باتیں کر رہا تھا۔
چار حبشی غلام ننگی تلواریں لیے اس کے پیچھے کھڑے تھے۔
دو کنیزیں ہوا دینے کے لیے مورچھل یعنی مور کے پروں
سے بنے ہوئے بڑے بڑے پنکھے ہلا رہی تھیں۔ یہ سارا
ماحول ماریا کو بڑا پسند آیا۔

اچانک ماریا کو خیال آیا کہ ہر راجہ کے محل میں
زمین کے نیچے بنے ہوئے قید خانے بھی ہوتے ہیں جہاں
راجہ اپنے دشمنوں کو ڈال کر بھول جاتے ہیں اور پھر
وہ بدنصیب وہیں پڑے پڑے ایک روز مر جاتے ہیں
اور ان کی لاشیں اسی جگہ زمین کھود کر دبا دی جاتی
ہیں۔ تاریخ میں نہ جانے ایسے کتنے لوگ بادشاہوں،
راجاؤں کے محلوں اور قلعوں کے تہہ خانوں میں پڑے
پڑے مر گئے۔ جن کی ہڈیاں آج بھی ان قلعوں اور محلوں
کے کھنڈروں کے نیچے دبی ہوئی ہوں گی۔ یا شاید اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کی ہڈیاں بھی باقی نہیں رہی ہوں گی۔ اس خیال کے آتے ہی ماریا شاہی محل کے درمیان میں بنے ہوئے چھوٹے سے میدان میں آ گئی۔ یہاں سے ایک راستہ نیچے تہہ خانوں کی طرف جاتا تھا۔

وہاں دروازہ بنا تھا۔ باہر سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا دروازے میں سے گذر کر اندر چلی گئی۔ اندر سرنگ سی بنی تھی جس میں ایک زینہ زمین کے اندر اترتا تھا۔ ماریا زینہ اترتی زمین کے نیچے گہرے تہہ خانوں میں آ گئی۔ یہاں سرنگ میں مشعلیں جل رہی تھیں۔ سرنگ کے آخیر میں آمنے سامنے کتنی ہی تنگ و تاریک کوٹھڑیاں بنی تھیں۔ ماریا نے دیکھا کہ ہر کوٹھڑی میں ایک نہ ایک قیدی مرد سخت بے بسی کی حالت میں ننگی زمین پر اس حالت میں پڑا تھا کہ اس کے بال بڑھ آئے تھے۔ جسم کی ہڈیاں نکل رہی تھیں اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ ان میں کئی مجرم بھی تھے۔ قاتل اور ڈاکو بھی تھے اور ایسے بدقسمت بھی تھے کہ جن کو راجہ نے اپنا دشمن سمجھ کر یا کسی درباری کی سازش میں آ کر قید میں ڈال دیا تھا اور اب وہ قیامت تک وہاں سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

ماریا نے ایک ایک کوٹھڑی میں جھانک کر دیکھا۔ اسے ناگ کی کوئی نشانی بھی وہاں نظر نہ آئی۔ وہ واپس دروازے والے زینے کی طرف جانے لگی تو اچانک اسے ہو ہو۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔ کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز کسی مرد کی تھی اور بڑی قریب سے آ رہی تھی۔ ماریا نے پلٹ کر ارد گرد دیکھا۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ وہ سرنگ والی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو وہی آواز ایک بار پھر سنائی دی:

"ہو ہو۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔"

ماریا کے جسم کی لہروں میں ایک ہلکے سے خوف کی لہر بھی دوڑ گئی۔ اس قسم کی آواز اس نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ یہ آواز ڈراؤنی بھی نہیں تھی۔ مردہ آواز بھی نہیں تھی۔ اس میں ایک ٹھنڈا اضطراب اور سیخ کر دینے والا تجسس تھا جیسے کوئی غیبی آدمی آپ کے قریب آ کر آپ کے کان میں سرگوشی کر کے آپ کے منہ پر ہاتھ پھیرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ ماریا کو یہی محسوس ہوا کہ جیسے یہ ایک ایسے مرد کی آواز ہے جو اسے پکڑتے یا اس کے بازو کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کر رہا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے اپنے منہ سے کوئی آواز نہ نکالی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے منہ سے آواز نکلنے پر یہ پراسرار شے اس کے ساتھ ہی چمٹ جائے۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر قلعے سے باہر صحن میں نکل آئی پھر فضا میں اچھل کر بلند ہوئی اور راجہ کے محل کے اوپر سے اڑتی ہوئی واپس دریا کنارے والے باغ کی طرف چلی جہاں عنبر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ماریا راجہ کے محل سے ابھی تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ وہی پراسرار مرد کی آواز اسے پھر سنائی دی:

"ہوہو۔ ہوہو۔ ہوہو۔"

ماریا کا شعاعوں والا جسم جیسے جھنجنا اٹھا۔ وہ ایک دم سے اچھل کر فضا میں دو فٹ بلند ہو گئی۔ یہ آواز تو میرے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ اب اس نے بلند آواز میں پکار کر کہا:

"کون ہو تم؟

کسی کا جواب نہ آیا۔ ماریا نے ایک بار پھر ڈانٹ کر پوچھا:

"بولتے کیوں نہیں؟ کون ہو تم؟ جانتے نہیں ہو میں کون ہوں؟"

اس بار بھی کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا کے ارد گرد گہری خاموشی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ فضا میں تیرتی ہوئی آگے چلی جا رہی تھی۔ اسے خیال آیا کہ شاید یہ محض اس کا وہم تھا۔ اسے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ وہ اڑتی اڑتی دریا کنارے امرود کے باغ میں اتر گئی۔ عنبر کوٹھڑی کے باہر امرود کے درخت کے نیچے گھاس پر چپ چاپ بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ ماریا کی خوشبو محسوس کرتے ہی بولا:

"کیوں ماریا۔ ناگ کا کچھ سراغ ملا؟"

ماریا کہنے ہی لگی تھی کہ ناگ کا تو کچھ پتہ نہیں چلا لیکن ایک بلا میرے پیچھے ضرور لگ گئی ہے۔ مگر وہ اس معاملے میں خاموش رہی کیونکہ وہ اب اس طرح سوچنے لگی تھی کہ ہو سکتا ہے اسے کوئی آواز نہ آئی ہو اور یہ محض اس کا وہم ہو۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا:

"عنبر بھیا! وہ ناگ ہی کیا کہ جس کا کچھ پتہ چل جائے بس میرا خیال ہے کہ کل ہمیں یہاں سے کسی دوسرے شہر کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچانک وہی غیبی آواز آئی:
"ہوہو۔ ہوہو۔ تم نہیں جاؤ گی۔"
ماریا تو اچھل کر پرے ہٹ گئی۔ اس کے منہ سے گھبراہٹ میں اپنے آپ نکل گیا۔
"عنبر! تم نے یہ آواز سنی؟"
عنبر نے کسی قدر حیرانی سے پوچھا:
"کون سی آواز ماریا؟ میں نے تو تمہارے سوا کسی کی آواز نہیں سُنی۔"
ماریا کا جسم یہ معلوم کر کے سُن ہو گیا کہ اس پراسرار آواز کو سوائے اس کے دوسرا کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کوئی بڑی ہی طاقتور بلا ہے جو اس کے پیچھے لگ گئی ہے۔ اس نے عنبر کے قریب آ کر کہا:
"عنبر! کسی مرد کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز میرا پیچھا کر رہی ہے۔"
عنبر نے حیرت سے پوچھا:
"کون سی آواز ماریا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"
اس کے بعد ماریا عنبر کے بالکل ساتھ لگ کر بیٹھ گئی اور اسے سرگوشی میں سارا ماجرا سنایا کہ کس

طرح ایک مرد کی آواز ہوہو ہوہو کرتی اس کا پیچھا کر رہی ہے اور ابھی ابھی جب اس نے کہا تھا کہ چلو اس شہر سے کوچ کر جائیں تو آواز نے کہا تھا ہوہو۔ ہوہو۔ تم نہیں جاؤ گی۔ عنبر کو اگر ماریا نظر آ رہی ہوتی تو وہ ضرور ایک ہمدرد بھائی کی طرح اس کا سر ہاتھوں میں تھام کر اپنے ساتھ لگا لیتا۔ مگر ماریا اسے نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن اسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی ڈراؤنی آواز ماریا کے پیچھے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ ایک ایسی آواز جو صرف ماریا کو ہی سنائی دیتی ہے اور کوئی دوسرا شخص خاص طور پر عنبر بھی اسے نہیں سن سکتا تھا۔
عنبر نے ماریا سے پوچھا:
"ماریا! پہلی بار یہ آواز تم نے کہاں سُنی تھی؟"
ماریا آہستہ سے بولی:
"جب میں راجہ کے قلعے کے تہہ خانے میں ناگ کی تلاش میں گئی تو وہاں سے واپس پلٹتے ہوئے مجھے یہ آواز ہو ہو — ہو ہو — کرتی سنائی دی۔ میں اسے وہم سمجھی۔ مگر تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھتے یہ آواز پھر سنائی دی۔ فضا میں اڑتے ہوئے بھی ایک بار یہی ہو ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو ہو ۔۔۔ کی آواز آئی اور اب تمہارے سامنے اس آواز نے مجھے کہا کہ تم نہیں جاؤ گی۔"

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے تمہارے کانوں میں فضا میں پھیلی ہوئی کچھ آوازوں میں سے ایک آواز آئی ہو۔ کیوں کہ فضا میں مختلف زمانے کی آوازیں تیرتی رہتی ہیں۔ ممکن ہے تمہارے جسم کی شعاعوں کا کسی آواز کے سگنل سے ٹکراؤ ہو گیا ہو۔"

ماریا بولی: "لیکن ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا عنبر۔"

عنبر کہنے لگا:

"اگر پہلے ایسا نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسا اب نہیں ہو سکتا۔"

ماریا کا دل اس دلیل کو نہیں مانتا تھا۔ کیوں کہ اس نے صاف صاف کسی مرد کی آواز سنی تھی۔ بہرحال اس نے عنبر کو کوئی جواب نہ دیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ اگرچہ وہ گرمی سردی سے بے نیاز تھے مگر پھر بھی وہ کوٹھڑی کے باہر امرود کے درختوں کے نیچے بیٹھے رات گئے تک ناگ اور تھیوسانگ کیٹی کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ درختوں میں سفید سفید امرود دھندلے دھندلے نظر آ رہے تھے۔ ان کی

میٹھی میٹھی خوشبو سارے باغ میں پھیلی ہوئی تھی۔ باغ کی دوسری طرف دریائے ایراوتی یعنی آج کا دریائے راوی خاموشی سے بہہ رہا تھا۔ گھاٹ سنسان تھا۔ ایک کشتی کنارے کے ساتھ بندھی دریا کی بہتی لہروں پر دھیرے دھیرے ڈول رہی تھی۔ ماریا کے کان ابھی تک اس آواز پر لگے تھے جو اس نے تین بار سنی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ آواز کسی بھی وقت اسے پھر سنائی دے سکتی ہے۔

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں دن نکلتے ہی یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ تمہاری رائے میں ہمیں کدھر کا رخ کرنا چاہیے؟"

ماریا بولی: "جنوبی ہندوستان کے نیچے لنکا یعنی سنگدیپ کا ملک ہے۔ وہاں کیٹی اور تھیوسانگ پہلے ہی سے گئے ہوئے ہیں۔ اس لیے ہمیں ملک بنگال کی طرف چلنا چاہیے۔"

یہ کہہ کر ماریا نے کان لگا دیئے۔ اسے یقین تھا کہ وہی پراسرار آواز اسے پھر کہے گی کہ "ہو ہو۔ ہو ہو۔ تم کہیں نہیں جاؤ۔" مگر اس بار کوئی آواز نہ آئی۔ ماریا نے سکھ کا سانس لیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"تمہاری تجویز مجھے پسند ہے۔ ہمارا ملک بنگال کی طرف جانا ہی مناسب رہے گا۔ کیوں کہ نیچے جنوب کی طرف تو کیٹو اور تھیوسانگ پہلے ہی سے موجود ہیں۔"

ماریا نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی:

"عنبر! وہ آواز اب سنائی نہیں دی۔"

عنبر نے کہا:

"اب کبھی سنائی نہیں دے گی ماریا۔ میں اب بھی یہی کہوں گا کہ یہ تمہارا وہم تھا۔"

اچانک وہی پُراسرار مرد کی آواز پھر رات کی خاموش فضا میں ابھری:

"ہوہو۔ ہوہو۔ تم نہیں جاؤ گی۔"

ماریا ڈر کر عنبر کے پیچھے ہو گئی۔ عنبر کو ماریا کی خوشبو بالکل قریب محسوس ہوئی۔

ماریا نے چلّا کر کہا:

"کون ہو تم؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟"

عنبر نے چونک کر کہا:

"یہ کس سے بات کر رہی ہو ماریا؟"

ماریا نے کہا:

"وہی آواز پھر آئی تھی عنبر۔ مجھے یہ بزدل انسان دھمکی دے رہا ہے کہ میں کہیں نہیں جا سکوں گی۔"

کہنے کو تو ماریا بڑی دلیری سے یہ سب کچھ کہہ رہی تھی مگر اس پُراسرار آواز میں کوئی ایسی بات تھی کہ ماریا کا دل اندر سے بے حد ڈر گیا تھا۔ اس آواز کے سنتے ہی ماریا کے جسم کی شعاعیں دہشت سے جھنجھنا اٹھتی تھیں۔

عنبر نے بھی بلند آواز اور غصیلے لہجے میں کہا:

"کون ہو تم؟ اگر بہادر مرد ہو تو سامنے آ کر بات کرو۔ ایک بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تم ماریا کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ میں اس کے ساتھ ہوں۔"

کسی آواز نے عنبر کو جواب نہ دیا۔ باغ میں رات کا سناٹا اسی طرح گہرا ہوتا چلا گیا۔

عنبر نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ واقعی کوئی بدروح یا بھوت وغیرہ ہے تو میں اس کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ساری عمر پھر تمہارے قریب آنے کا نام نہیں لے گا۔"

ماریا اندر سے سہمی ہوئی تھی۔ مگر اوپر سے بڑے حوصلے کے ساتھ بولی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں بھی تو اس سے نہیں ڈرتی عنبر! یہ مجھے کیسے ڈرائے گا۔ میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

رات گذر گئی۔ دوسرے روز انہوں نے لوہ پور یعنی لاہور سے مشرق کی طرف ملک بنگال میں جانے کا پروگرام بنایا۔ عنبر نے دریا پر جا کر غسل کیا۔ دوسرے کپڑے بدلے جو اس نے لاہور ہی میں خرید لیے تھے۔ ماریا اتنی دیر دریا کے گھاٹ پر ادھر اُدھر ٹہلتی رہی۔ ابھی دن کی روشنی پوری طرح سے نہیں پھیلی تھی۔ شہر کی طرف سے عورتیں اور مرد دریا پر نہانے کے لیے چلے آ رہے تھے۔ ماریا نے دیکھا کہ عنبر کپڑے پہن کر چلا آ رہا ہے۔

ماریا اس کے قریب آ کر بولی:

"ہم دریا کے ساتھ ساتھ ہی چلیں تو بہتر ہوگا۔"

عنبر نے اس خیال کو پسند کیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر دریا کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف چل پڑا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ فضا میں چل رہی تھی۔ ماریا کے دل میں ایک خوف بیٹھا ہوا تھا کہ کہیں پُراسرار مرد جس نے اسے دھمکی دی تھی اس پر کوئی وار نہ کر دے۔ کیوں کہ پُراسرار آواز نے اسے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ یہاں سے نہیں جا سکے گی۔ وہ فضا میں اُڑتے ہوئے چاروں طرف دیکھتی بھی جا رہی تھی۔ ابھی تک

نہ تو اسے وہ آواز سنائی دی تھی اور نہ کسی نے اس پر کوئی وار کیا تھا۔

چلتے چلتے وہ شہر سے دور نکل آئے۔ دریا پیچھے وادی چمبہ کی طرف سے آتا تھا جو شمال مغرب کی طرف تھا۔ انہیں مشرق کی طرف جانا تھا۔ چنانچہ عنبر نے ایک جگہ پہنچ کر دریا کو چھوڑ دیا اور جنوب مشرق کی طرف کھیتوں کے بیچ میں چلنے لگا۔ وہ ماریا سے باتیں بھی کرتا جا رہا تھا۔ ماریا کے کان اسی پُراسرار رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز پر لگے تھے مگر ابھی تک وہ آواز دوبارہ سنائی نہیں دی تھی۔ اب سورج کافی اوپر آ گیا تھا کھیت ختم ہو گئے اور جنگل شروع ہو گیا۔ یہ جنگل ایسا تھا کہ میدان میں کہیں جنگلی گھاس اُگی تھی تو کہیں درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے۔ کوئی باقاعدہ سڑک نہیں بنی تھی۔ عنبر کا گھوڑا جنگلی جھاڑیوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ ماریا تھوڑی دیر بعد عنبر سے کوئی نہ کوئی بات کر لیتی تھی۔

چلتے چلتے وہ بہت دور نکل آئے۔ گرمی اور حبس کی وجہ سے عنبر نے محسوس کیا کہ گھوڑے کو پیاس لگی ہو گی۔ اس نے ماریا سے کہا کہ وہ ذرا آگے جا کر دیکھے کہ کوئی تالاب وغیرہ ہے کہ گھوڑے کو پانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پلایا جا سکے۔ ماریا عنبر کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی مگر گھوڑے کی پیاس کے خیال سے فضا میں بلند ہو کر آگے کو اڑی۔ کچھ دور اسے ایک تالاب نظر آیا جس پر برگد کا گھنا درخت جھکا ہوا تھا۔ یہ تالاب زیادہ بڑا نہیں تھا۔ ایک جوہڑ کی طرح تھا۔ اس کے پانی کی سطح پر سبز کائی جمی ہوئی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک چھوٹے سے مگرمچھ نے اپنی تھوتھنی باہر نکالی۔ منہ کھولا اور پھر پانی کے اندر چلا گیا۔

گھوڑے کو پیاس لگی تھی۔ آس پاس کہیں دوسرا تالاب نہیں تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اگر اس طرح گھوڑے نے تالاب میں منہ ڈال کر پانی پیا تو یہ مگرمچھ اسے پکڑ کر اندر کھینچ لے گا اس لیے بہتر ہے کہ وہ پانی کے اندر جا کر اس مگرمچھ کو نکال کر باہر پھینک دے تاکہ گھوڑا بے فکر ہو کر پانی پی سکے۔

یہ سوچ کر ماریا تالاب کے پانی میں اتر گئی۔ پانی میں اترنے کے بعد اس نے دیکھا کہ پانی اندر سے گدلا نہیں تھا۔ اسے مگرمچھ کہیں دکھائی نہ دیا۔ بڑی حیرانی ہوئی کہ یا خدا وہ مگرمچھ کہاں غائب ہو گیا جس نے ابھی ابھی پانی سے باہر اپنی تھوتھنی نکالی تھی۔ تالاب اتنا بڑا بھی نہیں تھا۔ ماریا نے تہہ میں بھی دیکھا۔ یہاں کوئی کھوہ یا غار نہیں تھا۔ ماریا دوبارہ تالاب سے باہر نکلنے کے لیے پانی میں اوپر کی طرف آ گئی۔ جونہی اس نے تالاب کے پانی سے سر باہر نکالا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہاں نہ برگد کا درخت تھا اور نہ کوئی میدان اور جنگل تھا۔

دوسری تبدیلی جو اس نے اپنے جسم میں دیکھی وہ یہ تھی کہ وہ غائب نہیں رہی تھی۔ اسے اپنا جسم نظر آ رہا تھا۔ وہ ظاہر ہو گئی تھی اور وہ جس تالاب میں تیر رہی تھی اس کی دیواریں کافی اونچی تھیں اور وہاں اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ اسے یوں لگا کہ وہ ایک چھوٹے سے کنوئیں کے پانی میں تیر رہی ہے۔ اس نے زور سے آواز دی:

"عنبر! عنبر! میری مدد کرو۔"

اس کی آواز کنوئیں میں گونج کر رہ گئی۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ اس کے ساتھ کوئی بھیانک حادثہ ہو گیا ہے اور یہ اسی پراسرار آواز کی وجہ سے ہوا ہے۔ ماریا نے کنوئیں سے باہر نکلنے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ اگرچہ کنوئیں کی دیوار اتنی اونچی نہیں تھی لیکن وہ ایک عام عورت بن چکی تھی۔ اس لیے باہر نہ نکل سکی۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ تو اب اڑ سکتی تھی اور نہ اچھل کر باہر ہی آ سکتی تھی۔

ماریا بے بسی کی حالت میں کنوئیں کے پانی میں گول دائرے میں تیرنے لگی۔ اسے پانی ٹھنڈا لگ رہا تھا اور اس کا جسم سردی سے سن ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر چیخ کر عنبر کو آواز دی۔ اس کے جواب میں وہی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز آئی:

"ہو ہو۔ ہوہو۔ اب تم کہیں نہیں جاؤ گی۔"

ماریا سہم کر رہ گئی۔ اب اس میں عام عورت کی تمام کمزوریاں آ گئی تھیں۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا:

"تم کون ہو؟ مجھے یہاں سے باہر نکالو۔ مجھے باہر نکالو۔"

اس کے ساتھ ہی جیسے کسی ان دیکھے ہاتھ نے اسے پانی کے اندر سے اٹھا کر کنوئیں کے باہر رکھ دیا۔ ماریا کے کپڑے گیلے ہو رہے تھے۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی ویران اور نیم تاریک حویلی کے صحن میں ایک چھتے ہوئے کنوئیں کے پاس بیٹھی ہے۔ حویلی کے دالان میں کتنے ہی ستون تھے۔ دالان ویران اور خالی پڑا تھا۔ دالان کے پیچھے کوٹھڑیاں بنی تھیں جن کے دروازے بند تھے۔ اسے وہی آواز پھر آئی:

"ہوہو۔ ہوہو۔ دوسری منزل میں آ جاؤ۔"

ماریا کچھ دیر اسی جگہ سہمی ہوئی بیٹھی رہی۔ اس آسیبی حویلی کی دوسری منزل میں جانے کا اسے حوصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ لیکن وہ کنوئیں کے پانی کی وجہ سے سردی میں ٹھٹھر رہی تھی۔ وہ اٹھی اور دالان کے کونے میں آ گئی جہاں ایک زینہ اوپر جاتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زینہ چڑھنے لگی۔ اوپر بھی ایک چھوٹا سا دالان تھا۔ سامنے ایک کوٹھڑی تھی جس کا دروازہ کھلا تھا۔ ماریا کو وہی آواز پھر آئی:

"کوٹھڑی میں نئے کپڑے پڑے ہیں۔ ہوہو۔ ہوہو۔"

ماریا چپ چاپ کوٹھڑی میں آ گئی۔ یہاں ایک پرانے زمانے کا پلنگ پڑا تھا جس پر نئے کپڑے رکھے تھے۔ ماریا نے گیلے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہنے۔ کوٹھڑی میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ اس نے دیکھا کہ چھت کے ساتھ جالے لٹک رہے تھے۔ لگتا تھا یہ اجڑی ہوئی ویران حویلی ہے جہاں کوئی نہیں رہتا۔ ماریا پلنگ پر بیٹھ گئی۔ پلنگ پر چادر بچھی تھی۔ ماریا کو بار بار عنبر کا خیال آ رہا تھا کہ جب وہ اسے تالاب پر نہیں دیکھے گا تو کس قدر پریشان نہیں ہو گا۔ مگر وہ خود مجبور تھی اور پراسرار آواز کے قبضے میں آ چکی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس خیال سے کہ شاید اس حویلی میں کوئی باہر جانے کا راستہ ہو ماریا اٹھ کر نیچے دالان میں واپس آ گئی۔ کونے میں چھتا ہوا وہ کنواں تھا جس کے اندر سے ماریا ابھی ابھی نکلی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک جانب حویلی کا بہت بڑا لکڑی کا دروازہ بنا تھا جو بند تھا اور جس کے اندر کی طرف بہت بڑا لوہے کا تالا لگا ہوا تھا۔ اس تالے پر بھی مکڑیوں نے جالا بُن رکھا تھا۔ ماریا گھبرا گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ مدت سے اس تالے کو کسی نے نہیں کھولا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زینہ چڑھتی حویلی کی دوسری منزل سے گزر کر اس کی تیسری منزل پر آ گئی۔ یہاں بھی اونچی اونچی قدیم ایسی دیواریں تھیں۔ ایک طرف برآمدے میں دو بند کوٹھڑیاں تھیں جن کے دروازوں پر تالے لگے تھے۔ ایک زینہ اوپر جاتا تھا۔ زینے کا جو دروازہ اوپر چھت پر کھلتا تھا۔ اس پر بھی لوہے کا بڑا مضبوط تالا لگا تھا۔

ماریا نے زور زور سے تالے کو ہلایا مگر یہ اتنا بھاری تھا کہ ماریا کے ہاتھ شل ہو گئے اور تالا اپنی جگہ سے زیادہ نہ ہل سکا۔ اس خیال سے کہ ہو سکتا ہے دوسری حویلی کی چھت پر کوئی ہمسایہ بیٹھا ہو

ماریا نے چیخ کر کہا:

"مجھے یہاں سے نکالو۔ مجھے بچاؤ۔ میں یہاں قید کر دی گئی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی ماریا کو پھر وہی آواز سنائی دی:

"ہوہو۔ ہوہو۔ کوئی تمہاری آواز نہیں سن سکتا۔"

ماریا نے غصے میں کہا:

"تم کیا چاہتے ہو۔ تم نے مجھے یہاں کیوں قید کر دیا ہے تم کون ہو؟"

ماریا کو کوئی جواب نہ ملا۔ آواز جیسے کہیں غائب ہو گئی تھی۔ ماریا نے چیخ چیخ کر شور مچایا۔ بند دروازے پر زور زور سے مکے مارے پھر رونے لگی۔ روتے روتے سیڑھیوں میں بیٹھ گئی۔ چونکہ اب وہ ایک عام عورت تھی اس لیے اس میں عام عورتوں کی طرح خوف بھی تھا۔ دہشت بھی تھی اور وہ آسیبی آواز سے ڈر بھی رہی تھی اور وہاں سے فرار ہونا بھی چاہتی تھی مگر اسے حویلی میں سے باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ جب رو رو کر اس کے دل کا غبار کچھ ہلکا ہوا تو وہ بے دلی سے سیڑھیاں اتر کر دوسری منزل والی کوٹھڑی میں آ کر پلنگ پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ماریا آسیبی حویلی میں

عنبر گھوڑا لیے آگے بڑھ رہا تھا۔

ابھی تک ماریا یہ پتہ کر کے واپس نہیں آئی تھ
کہ آگے کوئی تالاب ہے یا نہیں۔ عنبر کو فضا م
ماریا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ اسے کچھ تشویش
ہوئی۔ کیونکہ ماریا کی خوشبو ضرور آنی چاہیے تھی۔ عنب
ناگ ماریا اور کیٹی تھیوسانگ جس شہر میں بھی ہو
شہر کی فضا میں ان کی خوشبو ضرور آیا کرتی تھی۔ عن
گھوڑے کو دوڑاتا جنگل میں کچھ آگے آیا تو دیکھا
بڑ کے گھنے درخت تلے ایک چھوٹا سا تالاب بنا
ہے۔ عنبر نے گھوڑے کو روکا۔ نیچے اتر کر تالاب
کنارے پر آیا۔ یہاں بھی ماریا کی خوشبو کہیں نہیں تھی
تالاب کی سطح پر سبز کائی جمی ہوئی تھی۔ اب
مگر مچھ نے تالاب کی سطح سے اپنی تھوتھنی باہر نہ نکال
تالاب کی سطح بالکل ساکن تھی۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی

چاروں طرف گہرا سناٹا تھا۔ عنبر نے ماریا کو آواز دی۔
کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے ایک بار پھر اسے بلند
آواز میں پکارا کہ اگر وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو
گئی ہے تو شاید کسی نہ کسی طرح جواب دینے کی کوشش
کرے۔ لیکن اس بار بھی جواب میں گہری خاموشی اور
سناٹا چھایا رہا۔ ماریا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔
اب عنبر پریشان ہو گیا۔ اسے خیال آیا کہ ضرور اس
پراسرار آواز نے کوئی طلسم کیا ہے جس نے ماریا سے
کہا تھا کہ وہ یہاں سے واپس نہیں جائے گی۔
عنبر کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے مکا فضا میں لہراتے
ہوئے تلخ لہجے میں کہا:

"میں جانتا ہوں یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے
ہوا ہے۔ مگر تم جو کوئی بھی ہو۔ جہاں کہیں بھی
ہو۔ غور سے سن لو کہ تم ماریا کو کوئی نقصان
نہ پہنچا سکو گے۔ ماریا ایک نہ ایک دن تمہارے
چنگل سے ضرور رہا کرا لی جائے گی۔"

کسی طرف سے کوئی آواز نہ آئی۔ کوئی جواب نہ
آیا۔ عنبر کو خیال آیا کہ اگر آسیبی آواز نے کچھ کہا بھی
تو اسے سنائی نہیں دے گا۔ عنبر نے ایک بار پھر بلند

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز میں کہا:

"یاد رکھو ہم ماریا کو آزاد کرا لیں گے۔ لیکن تمہیں اس جرم کی سزا ضرور دیں گے۔ تجھے کبھی معاف نہیں کریں گے۔ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ ہمارے اور بھی بازو ہیں جو تمہاری گردن پکڑ لیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ تم ماریا کو میرے حوالے کر دو۔"

اس دفعہ بھی جواب میں گہرا سناٹا طاری رہا۔ کوئی جواب نہ آیا۔

عنبر نے زور سے زمین پر پاؤں مار کر کہا:

"ماریا! اس کم بخت کو ہم زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تم جانتی ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ میں بنگال کی طرف جا رہا ہوں۔"

اتنی دیر میں گھوڑے نے جی بھر کر تالاب کا پانی پی لیا تھا۔ عنبر سخت مایوسی کے عالم میں گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے آہستہ آہستہ چلاتا مشرق کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا کے بغیر اس کا دل بے حد بوجھل اور غم زدہ تھا۔ اب اسے سخت افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے ماریا کو تالاب دیکھنے کیوں بھیجا۔ پھر اسے خیال آیا کہ پراسرار طلسمی آواز تو اس کے پیچھے لگی

ہی ہوئی تھی۔ اسے کسی نہ کسی جگہ ماریا پر وار کرنا ہی تھا۔ افسوس اس نے ناحق ماریا کو اپنے سے الگ کر کے تالاب پر بھیجا۔ عنبر کو اس بات کا بڑا ملال لگا تھا۔

اس کا گھوڑا آہستہ آہستہ ملک بنگال کی طرف چلا جا رہا تھا۔

ادھر ماریا تاریک ویران ٹھنڈی اجڑی ہوئی حویلی کی دوسری منزل والی کوٹھڑی میں حیران پریشان بیٹھی عنبر کو یاد کر رہی تھی کہ وہ بے چارا اس کے لئے کتنا پریشان ہو رہا ہوگا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے اسے بھوک لگنے لگی تھی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا اس کی بھوک اس کی برداشت سے باہر ہو گئی۔ وہ اٹھنے ہی والی تھی کہ حویلی میں کہیں سے کچھ کھانے کو تلاش کرے کہ کھلے دروازے میں سے ایک طشت اندر آیا اور اس کے سامنے کسی نے پلنگ پر رکھ دیا۔

ماریا نے دیکھا کہ طشت میں دو تھالیاں تھیں۔ ایک میں بھنے ہوئے چاول اور دوسری میں بھنا ہوا گوشت رکھا تھا۔ کٹوری ٹھنڈے پانی سے بھری ہوئی تھی۔ ماریا کو سخت بھوک لگی تھی۔ اس لئے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پانی پیا اور اٹھ کر ایک بار پھر حویلی کا جائزہ لیا کہ شاید کہیں سے باہر جانے کا کوئی راستہ مل جائے مگر حویلی تو قلعے کی طرح بند تھی۔ اونچی اونچی دیواریں جیسے آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ جگہ جگہ دروازوں پر تالے لگے تھے۔ ناامید ہو کر ماریا واپس اسی کوٹھڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔ پیٹ بھر کر کھانا کھانے کے بعد اسے عام عورتوں کی طرح نیند آنے لگی۔ حالانکہ پہلے اسے کبھی اس طرح نیند نہیں آئی تھی۔ اس لئے بڑی کوشش کی کہ نہ سوئے مگر اس کا سر ایک طرف کو اپنے آپ ڈھلک گیا اور وہ سو گئی اتنے میں دروازے میں سے ایک ٹھگنی سی موٹی کالی بھجنگ عورت اندر داخل ہوئی جس کے سر کے بال جھاڑیوں کی طرح تھے۔ پلکیں غائب تھیں۔ آنکھیں سرخ تھیں۔ ناک پھولی ہوئی تھی۔ بھدا کالا ہونٹ نیچے کو لٹکا ہوا تھا۔ اس نے ماریا کو قریب سے آ کر جھک کر دیکھا۔

پھر اس کے پلنگ کے دو چکر لگائے اور واپس نکل گئی۔ ماریا جب سو کر اٹھی تو حویلی کے دالان پر رات کا اندھیرا چھا چکا تھا۔ پہلے سے بھی زیادہ پراسرار اور ڈراؤنی ہو گئی تھی۔ ماریا کی کوٹھڑی میں تاریکی

ی تاریکی تھی۔ وہ باہر نکلنے کے لیے اٹھی ہی تھی کہ ے کسی کے بھاری قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ ماریا دل دھک دھک کرنے لگا۔ وہ وہیں اپنا دھڑکتا وا دل تھام کر بیٹھ گئی۔

دھپ۔ دھپ۔ دھپ۔ کوئی آہستہ آہستہ بوجھل قدم رکھتا اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ماریا حلق خشک ہو گیا۔ ہونٹ خوف سے کپکپانے لگے ں کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اسے وہی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز سنائی دی:

"ہوہو۔ ہوہو۔ میں آ گیا ہوں۔"

ماریا تو جیسے برف کی طرح سن ہو گئی۔ اتنے میں ان کی روشنی کوٹھڑی کی دہلیز پر پڑی۔ پھر یہ روشنی گے بڑھنے لگی۔ پھر ماریا نے دیکھا کہ ایک کالا بھجنگ ولے ہوئے پیٹ والا ڈراؤنی شکل کا اونچا لمبا بھوت تھا دمی ایک ہاتھ میں جلتا ہوا چراغ لیے آہستہ آہستہ پ دھپ قدم اٹھاتا کوٹھڑی میں آ گیا ہے۔ ماریا کے ق سے بھیانک چیخ نکل گئی۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ ہ بے ہوش نہ ہوئی۔ اس کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ لگتا تھا ابھی اچھل کر باہر آ جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کالے بھجنگ بھوت نما آدمی کی آنکھوں کی پلکیں غائب تھیں۔ سر کے بال جھاڑیوں کی طرح سر پر کھڑے تھے۔ آنکھیں سرخ تھیں۔ نچلا بھدا ہونٹ لٹک رہا تھا اور اس کے زرد دانت صاف نظر آ رہے تھے۔ اس نے صرف ایک لنگوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے سارے جسم پر بن مانس کی طرح بالوں کے گچھے لٹک رہے تھے۔ ماریا پھٹی پھٹی سہمی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کالا بھجنگ پلنگ سے چار قدم کے فاصلے پر رُک گیا۔ اس کے بھدے ہونٹوں سے آواز نکلی۔

"ہوہو۔ ہوہو۔ تم مجھ سے شادی کرو گی؟ میں تم سے محبت کرتا ہوں ماریا۔"

ماریا کا سارا جسم جیسے پلنگ پر ایک بار اچھل کر نیچے گر پڑا۔ یہ کالا بھجنگ خدا جانے کوئی بھوت تھا یا آسیب تھا۔ وہ اس کا نام بھی جانتا تھا۔ اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ ماریا کا خون جیسے جم گیا دہشت کے مارے اس کی زبان نہیں کھل رہی تھی۔ کالے بھجنگ نے چراغ والا ہاتھ ماریا کی طرف کیا۔ چراغ کی روشنی ماریا کے چہرے پر پڑی۔

کالے بھجنگ نے کہا:

"تم کتنی سُندر ہو ماریا۔ تم مجھ سے بیاہ کر لو۔ میں تمہیں رانی بنا کر رکھوں گا۔ ہوہو۔ ہوہو۔"

ماریا کو ایک چکر سا آیا اور وہ پلنگ پر بیہوش ہو کر لڑھک گئی۔ کافی دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ طاق میں دیا جل رہا تھا۔ اس کی روشنی میں اسے پلنگ پر ایک نئے طشت میں تازہ کھانا پڑا ہوا نظر آیا۔ تانبے کی کٹوری میں ٹھنڈا پانی بھی تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ وہ اٹھ کر دروازے کے پاس گئی۔ دروازے میں اندر کی طرف لوہے کا بھاری تالا لگا ہوا تھا۔ پہلے تو حیران ہوئی کہ اندر سے تالا کس نے لگا دیا۔ پھر اس نے سوچا کہ کالا بھجنگ آسیب کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اسے سخت بھوک لگ رہی تھی۔ پلنگ پر بیٹھ کر اس نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کیا اور سوچنے لگی کہ کیا واقعی یہ کالا بھجنگ اس کو اس لیے یہاں اغوا کر کے لایا ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس سے بیاہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ ماریا کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہیں یہ اس کی کوئی چال تو نہیں؟ آسیبی مخلوق کبھی اس طرح کسی عورت سے محبت نہیں کیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرتی۔ ماریا کے جسم میں اس عفریت سے شادی کرنے کے خیال ہی سے سنسنی دوڑ گئی۔ وہ خود کشی کر لے گی مگر اس بھوت پریت سے ہرگز شادی نہیں کریگی۔ وہ پلنگ پر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی اور خداوند سے دعا مانگنے لگی کہ اے خدا مجھے اس عذاب سے نجات دلا۔

اس وقت اسی حویلی کی نچلی منزل کی ایک تاریک اندھیری کوٹھڑی میں ایک دیا جل رہا تھا۔ کوٹھڑی میں وہی کالا بھجنگ ڈراؤنا بھوت تما آسیب فرش پر بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ اس کے سامنے وہی کالی بھجنگ ٹھگنی موٹی عورت کھڑی تھی جو ماریا کو اس کی کوٹھڑی میں دیکھنے آئی تھی۔

کالا بھجنگ بولا:

"ہو ہو۔ ہو ہو۔ کیا وہ مجھ سے بیاہ کرے گی کاروشی؟"

اس کالی بھجنگ بھتنی کا نام کاروشی تھا۔ اس کے نچلے لٹکتے ہوئے ہونٹ میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے غرغراتی آواز میں کہا:

"وہ تم سے بیاہ کرنے پر کبھی تیار نہیں ہوگی۔"

کالے بھجنگ کی بغیر پلکوں والی آنکھوں پھیل گئیں۔

اس نے غصے میں کہا:

"بیاہ نہیں کرے گی تو مجھے اس سارے دیش کے مسانوں کی راج گدی کیسے ملے گی۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔ یم دیوتا نے کرپا کر کے ایک غیبی عورت میرے قبضے میں دی ہے۔ میں یہ موقع کیسے گنوا دوں؟ ہو ہو۔ ہو ہو۔ میں اسے اسی طرح آج ہی کالو بھٹے کی مورتی پر لے جا کر قربان کرتا ہوں۔"

ٹھگنی بھجنگنی نے غرغراتی آواز میں کہا:

"کالو بھٹے کی یہ شرط ہے کہ اس کی مورتی پر صرف وہی غیبی عورت قربان کی جا سکتی ہے جس نے کسی بھی کالے بھجنگم سے اپنی مرضی سے بیاہ کیا ہو۔ یونہی اس غیبی عورت کو کالو بھٹے کی مورتی پر لے جا کر قربان کر دو گے تو کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ کالو بھٹے کی شرط پوری کرنی ضروری ہے۔"

کالے بھجنگم کے حلق سے ڈراؤنی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کا ہاتھی ایسا کالا بدن تھرتھرانے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پھر تم ہی بتاؤ بھجنگنی مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تم اسے کسی طرح راضی کرو کہ مجھ سے بیاہ کرلے ہوہو۔ ہوہو۔"

کالی بھجنگنی کے ہونٹ پھڑپھڑائے بولی:

"بھجنگم! تیری صورت اتنی ڈراؤنی ہے کہ کوئی عورت سوائے میرے تم سے بیاہ نہیں کرے گی۔"

کالے بھجنگم نے کالی بھجنگنی کو گردن سے پکڑ کر دس فٹ اوپر اٹھا دیا اور غرا کر بولا:

"ہوہو۔ ہوہو۔ ماریا سے کہو مجھ سے بیاہ کرے نہیں تو میں تیری گردن مار دوں گا۔"

کالی بھجنگنی کو اس نے فرش پر رکھ دیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مل رہی تھی۔ کہنے لگی:

"بھجنگم! تم کو ایک ترکیب بتاتی ہوں۔ اس ترکیب کی مدد سے تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہو اور دیش کے سارے مسانوں کی گدی پر راجہ بن کر بیٹھ سکتے ہو۔"

کالا بھجنگم غرایا:

"بولو۔ کیا ترکیب ہے۔"

کالی بھجنگنی نے کہا:

"اس کی ترکیب تمہیں صرف پھونگی سپیرا ہی بتا سکتا ہے میں نے سنا ہے کہ وہ ایسا راز جانتا ہے جس سے ہم بھجنگی لوگ جو شکل چاہیں بدل سکتے ہیں۔ اگر پھونگی سپیرا تمہیں یہ راز بتا دے تو تم ایک خوبصورت نوجوان راج کمار کی شکل میں آ کر غیبی عورت ماریا سے اپنی محبت ظاہر کرو گے تو وہ ضرور تم سے بیاہ کرنے پر راضی ہو جائے گی جب وہ اپنی مرضی سے تم سے بیاہ کرے گی تو کالو بھبٹ کی شرط پوری ہو جائے گی۔ پھر تم کسی وقت ماریا کو کالو بھبٹ کی مورتی کے سامنے لے جا کر قربان کر سکتے ہو۔"

کالا بھجنگم بڑا خوش ہوا بولا:

"پھونگی سپیرا کہاں رہتا ہے؟"

بھجنگنی نے کہا:

"وہ مرگھٹ کے پیچھے جھونپڑا بنا کر رہتا ہے اور وہ خود ایک بھجنگم ہے اس لیے تمہارے آگے انکار نہیں کرے گا۔"

کالے بھجنگم نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چلو۔ اسی وقت اس کی جھونپڑی میں چلتے ہیں
ہوہو۔ ہوہو۔"

دونوں بھجنگم اور بھجنگنی غائب ہو گئے۔ شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ شہر سے باہر مرگھٹ تھا جہاں ہندو لوگ اپنے مردے لا کر جلاتے تھے۔ اس مرگھٹ کی دوسری طرف ایک جھونپڑی تھی جس میں پھونگی سپیرا جو خود بھی بھجنگم مخلوق سے تعلق رکھتا تھا سو رہا تھا۔ کالے بھجنگم اور بھجنگنی نے اسے جگا دیا پھونگی سپیرا اٹھ بیٹھا۔ اپنے سامنے کالے بھجنگم کو دیکھ کر بولا:

"تم آدھی رات کو کیسے آئے ہو؟"

کالے بھجنگم نے کہا:

"پھونگی۔ مجھ پر ایک مصیبت آن پڑی ہے تم میری برادری کے بھجنگم ہو۔ میری مدد کرو اور مجھے وہ ترکیب بتاؤ جس پر عمل کرنے سے میں جس شکل میں چاہے اپنے آپ کو بدل سکتا ہوں۔"

پھونگی سپیرے کے سانپوں کی پٹاریاں کوٹھڑی میں پڑی تھیں۔ اس نے دیا روشن کر دیا تھا۔ وہ کالے بھجنگم کو جانتا تھا کہ وہ بڑی طاقت کا مالک ہے۔ اس نے کہا:

"کالے بھائی۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔ میں وہ ترکیب تمہیں بتا دوں گا۔ مگر تم مجھے کیا انعام دو گے؟"

کالا بھجنگم غصے سے غرایا۔

بھجنگنی نے کہا:

"پھونگی! ہمیں بہت جلد ایک خزانہ ملنے والا ہے ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ جب خزانہ مل گیا تو اس میں سے تمہارا حصہ ضرور تمہیں دیں گے۔ تم جانتے ہو کہ ہم بھجنگم لوگ وعدہ ہمیشہ پورا کرتے ہیں۔"

پھونگی سپیرا خوش ہو کر بولا:

"کالے بھجنگم سنو! اگر کسی طرح سے تم ناگ دیوتا کے سر کے بالوں کا ایک گچھا کاٹ کر اسے جلا کر راکھ کر کے اس راکھ کو اپنے سر پر مل لو تو تم جو شکل چاہو بدل سکو گے۔"

کالا بھجنگم فوراً بولا:

"ہوہو۔ ہوہو۔ یہ ناگ دیوتا مجھے کہاں ملے گا۔ میں اس کے بالوں کا گچھا کہاں سے لوں گا؟ کیا وہ انسان کی شکل میں ہو گا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھونگی سپیرا بولا:

"ناگ دیوتا میں یہ خاصیت ہے کہ وہ جو شکل چاہے بدل سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس شہر میں بھی انسان کی شکل میں آ جائے پھر تم کسی چھوٹے بھجنگم کو حکم دینا کہ وہ تمہارے لیے ناگ دیوتا کے بالوں کا گچھا حاصل کرے۔"

کالے بھجنگم نے کہا:

"یہ کیسے پتہ چلے گا کہ جو لوگ شہر میں داخل ہو رہے ہیں ان میں ناگ دیوتا کون ہے۔ ہوہو۔ ہوہو۔"

پھونگی سپیرا کہنے لگا۔

"تم میرے دوست ہو۔ چلو۔ یہ کام میں خود تمہارے لیے کرنے کا فیصلہ کرتا ہوں۔ میں سانپوں کی پٹاری لے کر شہر کے بڑے دروازے کے باہر جھونپڑی بنا کر بیٹھ جاؤں گا۔ ناگ دیوتا کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ناگ دیوتا کی بو جب سانپوں تک آتی ہے تو وہ پٹاری سے باہر نکل کر ناگ دیوتا کو سلام کرنے کے لیے بے تاب ہو جاتے ہیں۔"

کالا بھجنگم بڑا خوش ہوا۔ اس نے کالی بھجنگنی سے کہا:

"ہوہو۔ ہوہو۔ پھونگی سپیرے سے کہو کہ اگر مجھے ناگ دیوتا کے بالوں کی لٹ مل گئی تو میں اسے مالا مال کر دوں گا۔ اسے کہو کہ یہ کام بھی وہ خود ہی کرنے کا بیڑا اٹھائے۔"

کالی بھجنگنی نے یہ بات پھونگی سپیرے کو کہی تو وہ بولا:

"میں نے سن لیا ہے۔ میرے دوست سے کہو کہ میں اس کی خاطر یہ کام ضرور کروں گا۔ میں اسے ناگ دیوتا کے بالوں کی لٹ ضرور حاصل کر دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ دیوتا اس شہر کی طرف آ رہا ہے۔ کیونکہ کئی روز سے میرے سانپ پٹاریوں میں بے تاب ہو رہے ہیں۔ وہ بار بار باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

کالا بھجنگم اپنی بھجنگنی کے ساتھ واپس اپنی ویران حویلی میں آ گیا۔ اس نے غائب ہو کر ماریا کو کوٹھڑی میں جا کر دیکھا۔ وہ پلنگ پر سو رہی تھی۔ کالے بھجنگم نے جھک کر دیکھا۔ ماریا کی آنکھوں پر آنسو خشک ہو گئے ہوئے تھے۔ کالا بھجنگم ہوہو۔ ہوہو۔ ہوہو کرتا وہاں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس اپنی اندھیری کوٹھڑی میں چلا آیا۔

اسی روز صبح صبح پھونگی سپیرے نے اپنے سانپوں کی چاروں پٹاریاں اٹھائیں اور لاہور یعنی لوہ پور شہر کے سب سے بڑے دروازے کے باہر ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا کر بیٹھ گیا۔ پھونگی سپیرے کو معلوم تھا کہ کالا بھجنگم کسی بہت بڑے خزانے کی مار پر ہے اور اگر اسے خزانہ مل گیا تو وہ وعدے کے مطابق اسے اس کا حصّہ ضرور دے گا۔ پھونگی اگرچہ سپیرا تھا مگر اسے آج تک کوئی خزانہ ہاتھ نہیں آیا تھا۔

اس وقت ناگ دریائے چناب کو کشتی میں پار کر کے شہر لاہور کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ جان بوجھ کر انسانی شکل میں سفر کر رہا تھا تاکہ علاقے اور وہاں کے لوگوں کو جی بھر کر قریب سے دیکھ سکے۔ شہر لاہور کا ایک ہی دروازہ تھا جہاں باہر سے آنے والے مسافر داخل ہوتے تھے۔ صبح صبح پھونگی سپیرا اپنی پٹاریوں کو جھونپڑیوں کے باہر لے کر بیٹھ جاتا۔ کبھی مسافروں کو دیکھتا جو شہر کے دروازے میں داخل ہو رہے ہوتے اور کبھی پٹاریوں پر ہاتھ رکھ کر محسوس کرتا کہ اندر سانپ شور تو نہیں مچا رہے۔ دو روز تک کچھ نہ ہوا۔ بس پٹاریوں میں سانپ پہلے ہی کی طرح کچھ بے تاب

نظر آتے تھے۔ مگر تیسرے روز سانپوں کی بے چینی میں اضافہ ہو گیا۔

پھونگی سپیرے نے جب پٹاریوں کے اندر سانپوں کو زور زور سے چکر کھاتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ قسمت ساتھ دے رہی ہے اور ناگ دیوتا شہر کے قریب آن پہنچا ہے۔ پھونگی سپیرے نے ایک پٹاری کو اٹھایا اور شہر کے دروازے کے بالکل ساتھ ہی بین لے کر بیٹھ گیا۔ وہ سپیرے کی طرح بین بجانے لگا۔ تھوڑی دیر بین بجانے کے بعد اس نے بین بجانی بند کر دی اور پٹاری کو کھول کر دیکھا۔ سانپ اندر پھنکاریں مار رہے تھے۔ پھونگی سپیرا چوکس ہو گیا۔ ناگ دیوتا ضرور آ رہا تھا۔ پھونگی سپیرے کو اتنا معلوم تھا کہ ناگ دیوتا کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کی آنکھوں میں سانپ کی طرح کی مقناطیسی کشش ہوتی ہے۔

دوپہر کا وقت تھا۔ دھوپ غائب تھی۔ آسمان پر برسات کے بادل چھا رہے تھے۔ لگتا تھا کہ ابھی بارش شروع ہو جائے گی۔ پھونگی سپیرا مسافروں کو دیکھنے کی بجائے اب سانپوں پر نظر جمائے ہوئے تھا۔ اس نے پٹاری کا ڈھکن اٹھا دیا ہوا تھا۔ اندر چار سانپ تھے جو پھن اٹھائے باہر دیکھ رہے تھے۔ پھر اچانک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاروں سانپ پٹاری میں سے اچھل کر نکل آئے اور شہر کے دروازے کی طرف دوڑے۔ بھونگی کی نظریں سانپوں کا پیچھا کر رہی تھیں۔ اچانک اس نے دیکھا کہ چاروں کے چاروں سانپ ایک سانولے رنگ گھنگھریالے بالوں والے نوجوان کے آگے سر جھکائے بیٹھے ہیں اور نوجوان اسے ہاتھ کے اشارے سے ایک طرف جانے کے لیے کہہ رہا ہے۔

اب بھونگی سپیرے نے یوں اداکاری کی جیسے اسے معلوم نہیں کہ وہ نوجوان ناگ دیوتا ہے۔ لپک کر سانپوں کے پیچھے گیا۔ انہیں اٹھایا اور ناگ سے بولا:

"معاف کرنا بیٹے شہر میں کوئی اجنبی داخل ہوتا ہے تو یہ پٹاری میں سے نکل کر اس کی طرف دوڑتے ہیں۔ تمہیں انہوں نے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا نا؟"

ناگ دیوتا نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک کالا سیاہ سپیرا ہاتھ کی کلائیوں میں سانپ لپیٹے کھڑا ہے۔ ناگ نے کہا:

"نہیں نہیں۔ انہوں نے مجھے کچھ بھی نہیں کہا۔ ویسے تمہیں چاہیے کہ سانپوں کو سنبھال کر رکھا کرو۔ کیوں کہ یہ بڑے زہریلے سانپ

معلوم ہوتے ہیں۔"

بھونگی سپیرا بولا:

"نہیں بیٹا۔ میں نے ان کا زہر نکالا ہوا ہے۔ انہیں تو میں یہاں روز تماشہ دکھانے کے لیے لاتا ہوں۔ اب واپس گھر لیے جا رہا ہوں۔"

بھونگی سپیرے نے دیکھ لیا تھا کہ ناگ کی آنکھوں میں وہی کشش تھی جو سانپ کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ اس نے ناگ سے پوچھا:

"بیٹا! تم پردیسی معلوم ہوتے ہو۔ کہاں سے آ رہے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"بابا میں ٹیکسلا شہر سے آ رہا ہوں۔ بس اس شہر لاہور کی کشش کھینچ لائی ہے۔ دو ایک روز ٹھہر کر آگے نکل جاؤں گا۔"

بھونگی سپیرے نے آسمان پر چھائے ہوئے بادلوں پر ایک نگاہ ڈالی اور بولا:

"بیٹا! بارش ہونے والی ہے۔ تم کہاں سرائے کی تلاش میں مارے مارے پھرو گے۔ میرے پاس چلے چلو۔ اگرچہ میری جھونپڑی تمہارے لائق نہیں پھر بھی مجھے بڑی خوشی ہو گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ جلدی سے بولا:

"ارے نہیں بابا۔ ایسی باتیں نہ کریں۔ میں خود بڑا غریب آدمی ہوں۔ چلئے میں آپ کی جھونپڑی ہی میں چلے چلتا ہوں۔"

پھونگی سپیرے کو اور کیا چاہیے تھا۔ جلدی سے سانپوں کی پٹاری سنبھالی اور ناگ کو لے کر اپنی جھونپڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں اس نے ناگ سے کہا:

"یونانی فوجیں جہلم ہی سے واپس چلی گئی ہیں سنا ہے ٹیکسلا کے راجہ نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔"

"ہاں" ناگ بولا: "راجہ امبی بزدل تھا۔ راجہ پورس بہادر تھا کہ جس نے بہادروں کی طرح جنگ لڑی۔"

سپیرے نے کہا:

"ٹیکسلا میں اب تو امن امان ہے نا؟"

ناگ بولا: "کیوں نہیں۔ مگر وہاں یونانی جرنیل حکومت کر رہا ہے۔"

"ایسا تو ہوتا ہی ہے بیٹا۔" سپیرے نے کہا۔

ناگ نے پوچھا:

"بابا تم کہاں رہتے ہو؟ میرا مطلب ہے تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟"

پھونگی سپیرا کہنے لگا:

"دریا کے پار ہی ہے۔ بس پہنچنے ہی والے ہیں۔"

وہ شہر کے دریا کو پار کر کے دوسرے کنارے پر گئے تو بوندا باندی شروع ہو گئی۔ جھونپڑی تک پہنچتے پہنچتے بارش خوب تیز ہو گئی تھی۔ ناگ جھونپڑی میں آ کر اپنے گھنگھریالے بالوں میں سے ہاتھ سے پانی جھاڑنے لگا۔ کالے سیاہ پھونگی سپیرے نے ناگ کے بالوں کی طرف ایک نگاہ ڈالی اور دل میں خوش ہوا کہ وہ ان بالوں کا ایک گچھا کاٹنے میں کامیاب ہونے ہی والا ہے اسے یقین نہیں تھا کہ اتنی جلدی ناگ دیوتا اس کے ہاتھ لگ جائے گا۔ یہ اس کی بہت بڑی خوش قسمتی تھی۔

ناگ جھونپڑی میں ایک طرف چٹائی پر بیٹھ گیا۔ پٹاریوں میں سانپوں کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ وہ بے چین ہو کر پٹاریوں سے باہر نکلنے کی جد و جہد کر رہے تھے۔ پھونگی سپیرا گھبرا رہا تھا۔ کہنے لگا:

"اصل میں یہ سانپ کسی اجنبی کی موجودگی کی وجہ سے بے چین ہو جاتے ہیں اور کوئی بات نہیں ہے بیٹا۔ تم گھبرانا نہیں۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

ناگ دل میں ہنسنے لگا کہ احمق کو یہ معلوم ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں کہ اتنا بڑا ناگ دیوتا اس کی جھونپڑی میں بیٹھا ہے جو سانپوں کا دیوتا ہے۔ پھر کہنے لگا:

"بابا، فکر نہ کرو۔ تھوڑی دیر میں آرام سے بیٹھ جائیں گے۔ میرے عادی ہو جائیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانپوں کی زبان میں سانپوں سے کہا کہ وہ شور نہ مچائیں اور آرام سے پٹاریوں میں بیٹھے رہیں۔ اس حکم کے ساتھ ہی سانپ ایک دم سے چپ ہو گئے۔ کسی پٹاری سے کسی سانپ کے سسکارنے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اس خاموشی کو دیکھ کر پھونگی سپیرا فوراً سمجھ گیا کہ ناگ دیوتا نے سانپوں کو چپ رہنے کا حکم دیا ہے۔

سپیرے نے ناگ سے پوچھا:

"بیٹا تم نے اپنا نام ابھی تک نہیں بتایا۔"

ناگ نے گردن کھجاتے ہوئے کہا:

"میرا نام گیا داس ہے۔"

پھر جھونپڑی کے باہر دیکھ کر بولا:

"بارش تیز ہو گئی ہے بابا۔"

سپیرے نے کہا:

"گھبراؤ نہیں بیٹا گیا داس! میری جھونپڑی کی چھت بڑی پکی ہے۔ کتنی ہی بارش کیوں نہ

ہو کبھی نہیں ٹپکتی۔ ذرا بارش تھمتی ہے تو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

ناگ نے جھٹ کہا:

"نہیں نہیں بابا۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔"

پھونگی سپیرا جانتا تھا کہ ناگ دیوتا بھوک پیاس سے بے نیاز ہوتا ہے۔

ناگ جلدی سے بولا:

"میرا مطلب ہے جب بھوک لگے گی تو میں خود بازار سے جا کر کچھ خرید لاؤں گا۔"

پھونگی سپیرا بھلا ناگ دیوتا کو اپنی آنکھوں سے کیسے اوجھل کر سکتا تھا، کہنے لگا:

"تو پھر ہم اکٹھے ہی بازار چلیں گے۔ تم اپنی پسند کی روٹیاں اور مچھلی لے لینا۔ میں تو مچھلی بڑے شوق سے کھاتا ہوں۔ تم کیا چیز شوق سے کھاتے ہو گیا داس بیٹا؟"

ناگ بولا: "ہاں ہاں بابا۔ میں بھی مچھلی بڑے شوق سے کھاتا ہوں۔"

اس دوران ناگ نے کئی بار فضا کو سونگھ کر ماریا عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو لینے کی کوشش کی تھی لیکن اسے ان میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں آئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی وجہ وہ آسیبی حویلی تھی۔ جس میں کالے بھجنگم نے ماریا کو بند کر رکھا تھا۔ اس نے حویلی کی چاردیواری کے ساتھ اندر کی جانب کالے اُلوؤں کی چربی سکھا کر بکھیر رکھی تھی۔ آسیبی مخلوق جہاں رہتی ہے وہاں اُلوؤں کی سوکھی چربی کا سفوف ضرور چھڑک دیتی۔ کیوں کہ اس چربی کی بُو سے انہیں سانس لینے میں بڑی آسانی ہوتی ہے یہ چربی ایسی ہوتی ہے کہ اس کی کوئی تیز اور خاص بُو نہیں ہوتی۔ اسے صرف بھجنگم مخلوق ہی محسوس کر سکتی ہے لیکن اس کا فضا پر اثر یہ ہوتا ہے کہ وہاں حویلی میں نہ تو باہر کی کوئی خوشبو آتی ہے نہ اندر کی کوئی بُو باہر جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ماریا ایک عام لڑکی کی حیثیت سے حویلی میں موجود تھی مگر ناگ کو شہر میں اس کی بُو نہیں آ رہی تھی حالانکہ عام حالات میں اگر ماریا شہر کے کسی بھی مکان میں ہوتی تو ناگ کو اس کی اور ماریا کو ناگ کی فوراً خوشبو آ جاتی۔

پھونگی پیپیرے کو اندر سے بڑی بے چینی لگی تھی۔ اسے ہر گھڑی یہی دھڑکا لگا تھا کہ کہیں ناگ دیوتا اس کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ وہ چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کے بالوں کا ایک گچھا کاٹ لے۔ مگر یہ

کام اتنا آسان کام نہیں تھا۔ ناگ بھلا اسے اپنے بال کاٹنے کی اجازت کیسے دے سکتا تھا۔ پھونگی پیپیرے نے ناگ کی کچھ ایسی خوشامد کی۔ ایسی خدمت کی اور ایسی چکنی چپڑی باتیں کیں کہ ناگ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ جتنے دن شہر میں خنجر ماریا کیٹی ھتوسانگ کو تلاش کریگا اسی غریب اور خوش اخلاق پیپیرے کے جھونپڑے ہی میں رہے گا۔

جب ذرا بارش رکی تو پھونگی پیپیرا ناگ کو جھونپڑے میں رہنے کی درخواست کر کے شہر میں اس کے اور اپنے لیے کھانا لینے چلا گیا۔ وہ سیدھا کالے بھجنگم کی ویران حویلی میں چلا آیا۔ حویلی کے باہر مدتوں سے تالا لگا ہوا تھا۔ پھونگی پیپیرا چونکہ خود بھجنگم قبیلے سے تھا اس لیے غائب ہو کر اندر چلا گیا اور کالے اور اس کی موٹی بھدی بھجنگنی بیوی کو خوش خبری سنائی کہ وہ ناگ دیوتا کو گھیر کر اپنے جھونپڑے میں لے آیا ہے۔

کالا بھجنگم خوشی سے غرایا:

"ہوہو۔ ہوہو۔ اس کے بالوں کا گچھا کاٹ کا لاؤ جلدی بالوں کا گچھا کاٹ کر لاؤ"

پھونگی پیپیرے نے کہا:

"یہ کام کوئی اتنا آسان نہیں ہے۔ اسے ذرا سا بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شک پڑ گیا تو مجھے بھسم کر کے رکھ دے گا۔ تم ناگ دیوتا کی طاقت سے واقف نہیں ہو کالے بھائی!"

بھجنگم غرایا: "ہوہو۔ ہوہو۔ کتنی دیر لگاؤ گے تم؟"

بھجنگنی بولی: "آج رات جب وہ سو جائے تو اس کے بالوں کی لٹ کاٹ لینا۔"

پھونگی پیپیرے نے کہا وہ کوشش کرے گا:

"مگر تم اپنا وعدہ یاد رکھنا۔ مجھے خزانے میں سے آدھا حصہ دینا مت بھولنا۔"

کالے بھجنگم نے چیخ کر کہا:

"مجھے یاد ہے۔ مجھے یاد ہے۔ ناگ دیوتا کے بالوں کی لٹ کاٹ کر لاؤ۔ ہوہو۔ ہوہو۔"

پھونگی پیپیرا فوراً غائب ہو کر پرانی ویران حویلی سے باہر آ گیا۔ بازار میں سے اس نے کھانے پینے کی کچھ چیزیں خریدیں اور جلدی جلدی چلتا اپنی جھونپڑی میں واپس آیا۔ بارش اب رک گئی تھی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں ناگ دیوتا چلا نہ گیا ہو۔ مگر ناگ جھونپڑی میں آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ پھونگی پیپیرا بڑا خوش ہوا۔ اس نے فوراً چنگیریں میں کھانا رکھ کر ناگ کو پیش کیا۔ ناگ کو ضرورت نہیں تھی مگر وہ پھونگی پیپیرے کے اخلاق اور خدمت سے اتنا خوش ہوا تھا کہ کھانا کھانے لگا۔ پھونگی پیپیرا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

اندھے کنوئیں کا باوا

پھونگی پیپیرا جانتا تھا کہ ناگ دیوتا کو کبھی نیند نہیں آتی۔ اسے جاگتے ہیں ناگ دیوتا کے بالوں کی ایک لٹ کاٹنی تھی جو بڑا مشکل کام تھا۔ لیکن آدمی بڑا عیار اور تجربہ کار تھا۔ رات کو اس نے دیکھا کہ ناگ دیوتا جاگ رہا تھا۔ اگرچہ وہ چٹائی پر لیٹا تھا مگر پھونگی پیپیرے کو معلوم تھا کہ وہ جاگ رہا ہے اور اگر اس نے اس کے بالوں کو ذرا ہاتھ لگایا تو اسے شک پڑ جائے گا اور اس کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔

صبح ہوئی تو پھونگی پیپیرے نے ناگ سے کہا کہ وہ غسل کر لے۔ ناگ نے بھی سوچا کہ نہا لینا چاہیے۔ آگے سفر پر بھی جانا ہے۔ پھونگی پیپیرے کے پاس ایک ایسی بوٹی تھی کہ اگر اسے آدمی کے سر کے بالوں میں لگا دیا جائے تو اسے ایک دم سے ایسی خارش شروع ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاتی ہے جو اس وقت تک ختم نہیں ہوتی کہ جب تک آدمی کے سر کے بال نہ اتار دیئے جائیں۔

پھونگی سپیرے نے ناگ کی آنکھ بچا کر پانی کی مٹکی میں بوٹی ملا دی۔ ناگ نے نہانے کے بعد سر میں خارش محسوس کی۔ یہ خارش اتنی زیادہ ہو گئی کہ وہ پریشان ہو گیا۔ سپیرے نے کہا:

"میرا خیال ہے گیا داس تمہارے بالوں میں جراثیم بیدار ہو گئے ہیں۔ اپنے بال مونڈ ڈالو خارش دُور ہو جائے گی۔"

ناگ پریشان تھا۔ فوراً بولا:

"ہاں بھائی۔ میرے بال مونڈ دو۔ بال تو پھر بھی آ جائیں گے۔ کم از کم اس مصیبت سے تو نجات ملے گی۔"

پھونگی سپیرے کو اور کیا چاہیے تھا۔ فوراً نائی کی دکان سے ایک اُسترا لے آیا۔ اور ناگ کے سارے بال مونڈ ڈالے۔ بال باہر پھینکنے گیا تو بالوں کا ایک گچھا الگ جھاڑیوں میں چھپا کر رکھ دیا۔ ناگ کو کیا خبر تھی کہ اس کے ساتھ کیا دھوکا ہو رہا ہے۔ اور اس کے بال ماریا پر کیا مصیبت ڈھائیں گے۔ بال اُتر جانے کے بعد ناگ

کو چین آ گیا۔ خارش ایک دم غائب ہو گئی۔ الٹا ناگ سپیرے کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ پھر بولا:

"پھونگی بھائی! تمہاری مہمان داری کا بہت بہت شکریہ۔ اب میرا خیال ہے کہ میں یہاں سے آگے روانہ ہوتا ہوں۔ کیوں کہ مجھے ایک دوست کی تلاش ہے جو مجھے اس شہر میں نہیں ملا۔ شاید کسی دوسرے شہر میں مل جائے۔"

پھونگی سپیرے نے کہا:

"جیسے تمہاری مرضی گیا داس۔ ویسے میں تو چاہتا تھا کہ تم کچھ روز اور ٹھہر جاتے۔"

ناگ نے کہا:

"شکریہ بھائی۔ اب پھر کبھی ملاقات ہو گی۔"

یہ کہہ کر ناگ سپیرے کی جھونپڑی سے نکل کر شہر سے باہر کھیتوں میں جاتی سڑک پر پیدل ہی روانہ ہو گیا۔ اسے ابھی تک شہر میں کسی جگہ سے بھی ماریا کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ حالانکہ ماریا اسی شہر لوہ پور یعنی پرانے لاہور کی ایک تنگ و تاریک حویلی کی کوٹھڑی میں کالے بھجنگم کی قید میں خستہ حال پڑی تھی۔

پھونگی سپیرا ناگ دیوتا کے بالوں کی لٹ لے کر سیدھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نہانے بھجنگم کے پاس پہنچ گیا۔ کالے بھجنگم نے بالوں کی لٹ کو اسی وقت آگ میں جلا دیا۔ جس وقت ناگ کے بالوں کو جلایا جا رہا تھا اس وقت ناگ شہر سے چند کوس ہی دور گیا تھا۔ اسے کچھ بے چینی سی محسوس ہوئی مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا اور کچی پگ ڈنڈی پر چلنے لگا۔ یہ پگ ڈنڈی کھیتوں کے بیچ میں سے ہو کر جاتی تھی۔ بارش نہیں ہو رہی تھی مگر بادل آسمان پر جھکے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ بادل سیاہ اور گھنے تھے۔ ناگ کو ایک بار پھر سخت بے چینی محسوس ہوئی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی گرم شے اس کے سر کے ساتھ لگاتا ہے اور پھر پرے کر لیتا ہے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ شاید یہ اس پانی کا اثر ہے جس سے نہانے اور سر دھونے سے اس کے سر میں کھجلی شروع ہو گئی تھی۔

جب ناگ کی بے چینی بڑھ گئی تو وہ ایک پیپل کے گھنے درخت تلے بیٹھ گیا۔ پاس ہی ایک چھوٹا سا پانی کا تالاب تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اسے اپنے سر پر پانی ڈالنا چاہیے۔ ابھی اس نے تالاب پر جھک کر چلو میں پانی بھر کر سر پر ڈالا ہی تھا کہ پانی میں سے ایک سبز

رنگ کا پانی کا پتلا سا سانپ بل کھاتا باہر نکل آیا۔ اس نے ناگ کو ادب سے سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کا آنا مبارک ہو۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے آپ کے درشن کئے۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا تو سبز سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! کیا بات ہے۔ آپ کچھ بے چین سے نظر آتے ہیں؟"

پہلے تو ناگ نے سوچا کہ اس سبز سانپ کو اپنی مصیبت بتانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پھر نہ جانے کیا خیال آیا کہ بولا:

"مجھے کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ میرے سر میں یہ گرمی اور تپش کہاں سے آ گئی ہے۔"

سبز سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں پوچھنے ہی والا تھا کہ آپ نے اپنے بال کیوں منڈا دیئے ہیں؟ مگر ادب کی وجہ سے میں یہ سوال نہ پوچھ سکا۔"

ناگ بولا: "میں ایک سپیرے کا مہمان تھا۔ وہاں نہایا تو سر میں کھجلی محسوس ہوئی۔ پھر بال منڈوا دیئے تو کھجلی دور ہو گئی۔ مگر اب اچانک مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے سر میں گرمی اور تپش محسوس ہو رہی ہے
یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی گرم شے میرے
سر سے لگا کر پرے کر دی جاتی ہے۔ ایسا
پہلے کبھی نہیں ہوا۔ نہ جانے کیا بات ہے؟"

سبز سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! اگر گستاخی نہ ہو تو مجھے اپنے
سر کو سونگھنے کی اجازت دی جائے۔ میں اس
بیماری کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔"

ناگ دیوتا نے کہا:

"اس میں ایسی کون سی بات ہے۔ تم میرا سر
سونگھ سکتے ہو۔"

سبز سانپ رینگتا ہوا ناگ کے سر پر چڑھ گیا۔ اس
نے تین بار اپنا منہ ناگ کی منڈی ہوئی ٹنڈ کے ساتھ
لگایا۔ پھر نیچے اتر کر کنڈلی مار کر ادب سے سامنے بیٹھ
گیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا۔ آپ کے سر کے بال کہیں
آگ میں جلائے جا رہے ہیں۔"

ناگ تو ایک دم سے چونک پڑا۔ اس کے بالوں کو
جلانے کی کسی کو کیا ضرورت ہے بھلا؟ پھر خیال آیا کہ

ہو سکتا ہے جس کوڑے کرکٹ میں پھونگی سپیرے نے
پھینکے تھے وہاں کسی نے آگ لگا دی ہو اور کوڑے
کرکٹ کے ساتھ اس کے بال بھی جلنے لگے ہوں۔ کیونکہ
ناگ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ سبز سانپ نے اس
کے سر کی تپش کی جو وجہ بتائی ہے وہ غلط کبھی نہیں
ہو سکتی۔ سانپ بیماریوں کی وجہ بالکل ٹھیک بتا
دیا کرتے تھے۔ اس نے سبز سانپ سے سوال کیا کہ
کیا وہ بتا سکتا ہے کہ اس کے بال کون جلا رہا ہے؟
سبز سانپ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا پھر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں ایک سیاہ فام سپیرے
کی شکل دیکھ رہا ہوں۔ اس کے سوا مجھے اور
کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

ناگ فوراً سمجھ گیا کہ پھونگی سپیرے نے کسی خاص وجہ
سے اس کے بال جلائے ہیں۔ یہ وجہ کیا ہو سکتی تھی؟
ناگ یہی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اگرچہ اب اس کے
سر کی تپش دور ہو گئی تھی۔ مگر وہ یہ راز معلوم کرنے کے
لیے کہ اس کے بال کیوں جلائے گئے اور سبز سانپ کو
پھونگی سپیرے کی شکل کیوں نظر آئی تھی۔
ناگ نے سبز سانپ کا شکریہ ادا کیا اور وہیں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بادل اسی طرح جھکے
ہوئے تھے۔ ناگ چلتے چلتے پھونگی سپیرے کی جھونپڑی
میں آیا تو دیکھا کہ پھونگی سپیرا وہاں نہیں تھا۔ جھونپڑی
میں سوائے سانپ کی پٹاریوں کے اور کچھ نہیں تھا۔
ناگ جلدی سے اس جگہ گیا جہاں پھونگی سپیرے نے
اس کے سامنے ناگ کے سر کے مونڈے ہوئے بال
پھینکے تھے۔ ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے بال
جھاڑیوں میں ویسے ہی پڑے تھے۔ لیکن سبز سانپ نے
جو کہا تھا کہ ناگ کے بال کہیں جلائے جا رہے ہیں
جس کی وجہ سے وہ اپنے سر میں تپش محسوس کر رہا ہے
تو یہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا تھا۔ انسان جھوٹ بول لیتے
ہیں۔ انسانوں کے اندازے غلط ہو جاتے ہیں مگر سانپ
نہ تو جھوٹ بولتے ہیں اور نہ سانپوں کے اندازے
کبھی غلط ہوتے ہیں۔ یہ بات ناگ خوب اچھی طرح
سے جانتا تھا۔

اچانک اس کے دماغ میں خیال آیا کہ اس کے سامنے
بال نہیں جلائے گئے بلکہ اس کے تھوڑے سے بال
لے کر کسی دوسری جگہ آگ میں جلائے گئے ہیں۔ ایسا کیوں
ہوا تھا؟ ایسا کس نے کیا تھا؟ سبز سانپ کو جس سپیرے

شکل نظر آتی تھی وہ سوائے پھونگی سپیرے کے
ر کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس
ز کی کنجی پھونگی سپیرے کے پاس تھی۔ ناگ نے اس
ز کو حل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر وہ انسانی شکل
ں رہ کر یہ راز حل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لیے
روری تھا کہ وہ کوئی دوسرا بھیس بدل کر جھونپڑی
ں رہے اور پتہ کرے کہ یہ پھونگی سپیرا اصل میں
کون ہے؟ اور کیا اسی نے ہی اس کے بالوں کی ایک
لٹ جلائی تھی؟

پھونگی سپیرا اس وقت آسیبی حویلی میں تھا۔ ابھی تک
جھونپڑی خالی تھی اور سانپ پٹاریوں میں ناگ دیوتا
کی موجودگی کی وجہ سے بے چین ہو رہے تھے۔ ناگ
نے سوچا کہ وہ سانپ بن کر ہی اس جھونپڑی میں رہے
گا۔ اس نے وہیں سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا تو وہ ایک
سانپ بن چکا تھا۔ وہ رینگتا ہوا جھونپڑی کے اندر چلا گیا
اسے پتہ تھا کہ پٹاری میں جو سانپ بند ہیں وہ اپنی
بے چینی کی وجہ سے اس کا بھانڈا پھوڑ دیں گے۔ اس نے
اندر جاتے ہی پٹاریوں کے سانپوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:
"میں ناگ دیوتا ایک خاص وجہ سے سانپ کی شکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں یہاں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ خبردار۔ تم میرا بار بار ادب نہ کرنا۔ مجھے بار بار سلام نہ کرتے پھرنا۔ سپیرے پھونگی پر یہ ہرگز ظاہر نہ ہو کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔ مجھ سے وہی سلوک کرنا جیسے میں ایک عام سانپ ہوں۔ سمجھ گئے تم؟"

پہلے تو سانپ حیران ہوئے کہ ناگ دیوتا کو سانپ بن کر ان کے پاس رہنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ مگر ناگ آخر دیوتا تھا۔ اس کے حکم کے آگے بھلا کوئی سر اٹھا سکتا تھا۔ سب نے کہا کہ وہ اسی طرح کریں گے جس طرح ناگ دیوتا انہیں کہے گا۔ ناگ جانتا تھا کہ اگر وہ پٹاری کے سانپوں کے ساتھ شامل ہو گیا تو چونکہ سپیرے نے سارے سانپ گن رکھے ہیں اس لیے وہ ایک نئے سانپ کو دیکھ کر ضرور شک میں پڑ جائیگا کہ یہ کہاں سے آ گیا؟ کیوں کہ ایک بات کا ناگ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ جو پھونگی سپیرا ہے اس کو معلوم تھا کہ میں ناگ دیوتا ہوں اور یہ دھوکے سے مجھے اپنی جھونپڑی میں لایا تھا۔ چنانچہ ناگ سانپ کی شکل جھونپڑی کے کونے میں ایک جگہ چھپ گیا۔

کچھ دیر بعد پھونگی سپیرا واپس آ گیا۔ وہ جھونپڑی

میں داخل ہوا تو ناگ نے ایک پھنکار ماری۔ سپیرا فوراً ہوشیار ہو گیا۔ سمجھ گیا کہ برسات کے موسم کی وجہ سے کوئی سانپ جھاڑیوں سے نکل کر اس کی جھونپڑی میں آ کر چھپ گیا ہے۔ فوراً اس نے سانپ کو پکڑنے کا فیصلہ کیا اور بین اٹھا کر بجانی شروع کر دی۔ ناگ تو پہلے ہی سے پکڑے جانے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ پھر بھی اس نے تھوڑے بہت نخرے ضرور دکھائے۔ بین کی آواز پر ناگ نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ پھر کبھی سپیرے کے پاس آتا اور کبھی پھن اٹھائے واپس چلا جاتا۔

آخر وہ سپیرے کے بالکل قریب آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ سپیرے نے فوراً اسے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ سپیرے نے ناگ سانپ کو غور سے دیکھا۔ ناگ نے ایک بالکل عام کوبرا سانپ کی شکل اختیار کی تھی تاکہ سپیرے کو کسی طرف سے بھی شک نہ پڑے کہ یہ کہیں ناگ دیوتا تو نہیں ہے۔ پھونگی سپیرا خوش ہوا کہ ایک کوبرا سانپ اس کے ہاتھ لگا ہے۔ اس نے ناگ سانپ کو ایک الگ پٹاری میں بند کر دیا۔ ناگ پٹاری میں بند سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ سب سے پہلے تو وہ جھونپڑی میں رہ کر یہ دیکھنا چاہتا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ پھونگی سپیرے کو کون کون ملنے آتا ہے اور یہ کہاں کہاں جاتا ہے۔ ناگ کے دل کو یقین ہو گیا تھا کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے اور اس کے بالوں کی لٹ اسی سپیرے نے جلائی تھی۔

دوسری طرف کالے بھجنگم نے جب ناگ کے بالوں کی ایک لٹ کی راکھ بنا کر اپنے سر کے بالوں میں ڈالی تو اس میں اتنی شکتی یعنی اتنی طاقت آ گئی کہ وہ جس عمر کے انسان کی چاہے شکل اختیار کر سکتا تھا۔ وہ کالی بھجنگنی کو ساتھ لے کر ویران حویلی کی سب سے پچھلے دالان والی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اور بولا:

"ہو ہو۔ ہو ہو۔ بدشکل بھجنگنی! میں اب ایک ایسے راج کمار کی شکل اختیار کرنے لگا ہوں جس کی خوبصورتی اور جس کے حسن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔"

کالی بھجنگنی بولی:

"تمہاری اصلی شکل تو یہی رہے گی۔ بن جاؤ راج کمار تھوڑی دیر کے لیے۔"

کالے بھجنگم مکروہ طریقے سے ہنسا پھر غرایا:

بھجنگنی! اس لڑکی ماریا کو کالو بھٹ کی مورتی

پر قربان کرنے کے بعد ہی میں مسانوں کے دیس کا راجہ بن سکتا ہوں۔ پھر میری دولت کا کوئی حساب ہی نہیں ہو گا۔ مگر ضروری ہے کہ غیبی طاقت رکھنے والی لڑکی ماریا سے اس کی مرضی کے مطابق شادی ہو۔ اسی لئے یہ سارے جتن کر رہا ہوں۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔"

کالی بھجنگنی بولی:

"اور میں تیری رانی ہوں گی۔ کیوں کہ ماریا کی قربانی کے ساتھ ہی تم اپنی اصلی شکل پر آ جاؤ گے اور پھر سوائے میرے تمہارے ساتھ اور کوئی عورت گذارہ نہ کر سکے گی۔"

کالا بھجنگم غرایا:

"جانتا ہوں۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔ جانتا ہوں اب میں راج کمار بننے لگا ہوں۔"

اس کے بعد کالے بھجنگم نے اپنی آنکھیں بند کر کے آہستہ سے کہا:

"اے کالے بھجنگم! دنیا کا سب سے حسین راج کمار بن جا۔"

ایک بجلی سی چمکی اور دوسرے لمحے کالا بھجنگم ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حسین ترین نوجوان اور زرق برق لباس والے راج کمار کی شکل میں سامنے کھڑا تھا۔

کالی بھجنگنی بولی:

"یقین نہیں آتا کہ یہ تم ہو بھجنگم!"

کالے بھجنگم کی آواز بھی بدل گئی تھی۔ اب اس کی آواز بڑی مہذب اور شیریں ہو گئی تھی۔ اس نے کہا:

"کالی بھجنگنی! میں ہی تیرا کالا بھجنگم ہوں مگر اس وقت میرا نام شرون ہے اور میں ملک کنڈیال کے راجہ کا بیٹا ہوں جو یہاں سے چار راتوں کے سفر پر ہے اور سیر و سیاحت کرنے یہاں آیا ہوں۔"

کالی بھجنگنی بولی:

"اب تو کیا کرے گا؟ اس غیبی لڑکی ماریا سے کہاں اور کیسے مل کر اسے شادی کرنے کے لئے ورغلائے گا؟"

بھجنگم راج کمار بولا:

"میں سب سے پہلے ایک بہادر آدمی کی طرح اس حویلی سے اسے باہر نکالوں گا۔ یوں اس پر اپنی بہادری کا رعب جماؤں گا۔ اس کے بعد اس سے شادی کرنے کی درخواست کرونگا۔ وہ ضرور مان جائے گی۔"

•

بھجنگنی نے کہا:

"تمہیں بڑے طریقے سے ایسا کرنا ہو گا۔ اگر غیبی لڑکی ماریا کو ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔"

راج کمار بھجنگم بولا:

"اسے کیسے شک پڑ سکتا ہے؟ میں ایک حسین خوبصورت اور امیر راج کمار کی شکل میں ہوں اور جب تک ماریا کو کالا بھجنے کی مورتی پر قربان نہیں کر دیتا اسی شکل میں رہوں گا۔"

بھجنگنی نے کہا:

"تو پھر اپنا کام شروع کر دے۔ میں اپنی کوٹھڑی میں جاتی ہوں۔ میری اگر ضرورت پڑی تو مجھے بلا لینا۔"

بھجنگم بولا: "تم اپنا کالا منہ لے کر اپنی کوٹھڑی میں چھپ جاؤ میں اپنا کام آج رات کو شروع کر دوں گا۔ تمہیں جس طرح کہا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویسے ہی کرنا۔"

بھجنگنی نے نفرت سے بھجنگم راج کمار کی طرف دیکھا اور اپنی کوٹھڑی میں چلی گئی۔ بھجنگم واقعی اس وقت نہایت حسین راج کمار کے روپ میں تھا۔ زرق برق لباس۔ سر پر مور کے پر والا تاج تھا۔ کمر کے ساتھ جواہرات کے دستے والی تلوار لگی تھی۔ کالا بھجنگم حویلی کے بڑے دروازے کی طرف گیا اور اس کے گیٹ کا تالا کھول کر غائب ہو کر حویلی سے باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی اس نے دروازے پر زور زور سے دستک دی اور اونچی آواز میں کہا:

"مہامنتری بیتال! ہم راج کمار شرون کمار ہیں۔ کیا تم لوگ اندر ہی ہو؟"

اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر حویلی میں داخل ہو گیا۔ وہ بے دھڑک اندر آ کر ادھر ادھر آوازیں دینے لگا۔ جیسے وہ اس حویلی کے رہنے والوں کو اچھی طرح جانتا ہو۔ ماریا نے اپنی کوٹھڑی میں ایک باہر کے مرد کی آواز سنی تو اس کی کچھ ڈھارس بندھی۔ اس نے بند کوٹھڑی سے چلا کر کہا:

"مجھے یہاں سے نکالو۔ مجھے یہاں سے نکالو۔"

بھجنگم کو تو معلوم تھا کہ ماریا اس کوٹھڑی میں ہے۔ لپک کر ادھر گیا اور بولا:

"تم کون ہو؟ تمہیں اندر کس نے بند کیا؟ دروازہ کھولو۔ دروازہ باہر سے تو کھلا ہے۔"

ماریا کی آواز آئی:

"اندر سے تالا لگا ہے۔"

بھجنگم بولا: "اچھا میں باہر سے زور لگاتا ہوں۔ تم جو کوئی بھی ہو پرے ہٹ جاؤ۔"

بھجنگم نے زور لگایا تو دروازے کی کنڈی نکل گئی۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت نوجوان راج کماروں کے شاہانہ لباس میں سر پر مکٹ سجائے کمر میں تلوار لگائے کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔

"بی بی تو کون ہے اور تجھے یہاں کس نے قید کر دیا تھا؟"

ماریا نے ایک باہر کے نوجوان کا منہ دیکھا تو اس کی جان میں جان آئی۔ جلدی سے کوٹھڑی سے باہر نکل آئی اور بولی:

"یہ سب کچھ میں بعد میں بتاؤں گی۔ پہلے مجھے اس منحوس حویلی سے باہر لے چلو۔ تم بھی یہاں نہ ٹھہرو یہاں آسیب ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھجنگم نے کہا:

"مگر یہ تو میرے چچا مہامنتری بیتال کی حویلی ہے میں اسی سے ملنے یہاں آیا تھا۔"

ماریا بولی: "مجھے کچھ معلوم نہیں۔ یہاں کوئی نہیں رہتا۔ صرف بھوت پریت بسنے ہیں۔ یہاں سے باہر نکل چلو۔"

بھجنگم نے اسی وقت ماریا کو ساتھ لیا اور حویلی سے باہر نکل آیا۔ ابھی دن کی روشنی تھی۔ حویلی کے باہر بھجنگم کا ایک گھوڑا بھی کھڑا تھا۔ وہ ماریا کو ساتھ لے کر حویلی سے دُور ایک باغ میں چشمے کے کنارے آکر گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"میرا نام شروَن کمار ہے۔ میں راجہ کنڈمال کا بیٹا ہوں جس کی ریاست یہاں سے دُور ملک کے جنوب میں ہے۔ میں سیر و سیاحت کرنے ادھر آیا تھا۔ سوچا اپنے مہامنتری سے بھی ملتا چلوں۔ مگر حویلی تو ویران ہو چکی ہے۔ شاید وہ لوگ مرکھپ گئے ہوں۔ اچھا تم کون ہو اے خوبصورت لڑکی؟"

ماریا پہلی بار ہنس سی گئی۔ کہنے لگی:

"میرا نام ماریا ہے۔ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اس شہر کی سیر کرنے آئی تھی کہ بھائیوں سے بچھڑ گئی۔ انہیں تلاش کرتے اس حویلی میں آئی تو یہاں ایک آسیب رہتا ہے اس نے مجھے قید کر لیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم نے آکر مجھے وہاں سے نکالا۔"

شروَن کمار عرف کالا بھجنگم دل میں یہ سوچ کر مسکرایا کہ ماریا نے کیسا جھوٹ بولا ہے۔ خیر اسے ماریا کے جھوٹ سچ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے تو صرف یہ چاہیے تھا کہ کسی طرح وہ اس کے ساتھ شادی کرنے پہ راضی ہو جائے۔ اور وہ اسی لیے راج کمار کا بھیس بدل کر اس کے سامنے آیا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! مجھے یہ سن کر افسوس ہوا کہ تم سے تمہارے بھائی بچھڑ گئے ہیں۔ میں تمہارے ساتھ ان کو تلاش کروں گا۔ اور تم جہاں جانا چاہتی ہو تمہیں وہاں خود چھوڑ کر آؤں گا۔"

بھجنگم نے اس لیے کہا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ ماریا کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اور اپنے جن بھائیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے وہ بچھڑ گئی ہے وہ بھی وہاں نہیں ہیں۔ ماریا شروَن کمار عرف بھجنگم کی اس بات سے بڑی خوش ہوئی۔ اسے حوصلہ بھی ہوا۔ آخر وہ ایک کمزور عورت کے روپ میں تھی۔ وہ پہلے ایسی ماریا تو تھی نہیں۔ جب بھجنگم نے ماریا سے اس کے بھائیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ اس کے دو بھائی ہیں۔ ان کے نام بھی ماریا نے یونہی بتا دیئے۔

بھجنگم نے کہا:

"ماریا! جب تک تمہیں تمہارے بھائی نہیں ملتے تم میرے ساتھ شہر کے کنارے واقع میری خاص حویلی میں رہنا۔ وہاں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ حویلی میرے باپ نے اس شہر میں صرف میرے لیے بنوا رکھی ہے۔ تاکہ میں جب کبھی یہاں سیر کی غرض سے آؤں تو الگ رہ سکوں۔"

ماریا نے سوچا کہ یہ اچھی بات ہے کہ اسے ایک ٹھکانہ بھی مل گیا ہے اور ایک حفاظت کرنے والا نوجوان بھی ہاتھ آ گیا ہے جو راج کمار بھی ہے

اس نے سوچا کہ جب تک اسے شہر میں عنبر کا سراغ نہیں ملتا وہ اسی راج کمار کی حویلی ہی میں رہے تو بہتر ہے۔ چنانچہ اس نے حامی بھر لی۔ بھجنگم نے اپنی کالی بھجنگنی کو پہلے ہی سے کہہ دیا تھا کہ وہ شہر کے کنارے پر واقع پرانی حویلی کو طلسم کے ذریعے خوب سجا دے اور وہاں دو کالی کنیزیں بھی کام پر لگا دے۔ یہ دونوں کنیزیں گونگی تھیں۔ نہ سن سکتی تھیں نہ بول سکتی تھیں۔ بھجنگم ماریا کو گھوڑے پر بٹھا کر بڑی شان سے اپنی حویلی کی طرف چل پڑا۔

یہ حویلی شہر کے کنارے آم کے درختوں میں گھری ہوئی تھی۔ اس کو ہر طرح سجا کر کالی بھجنگنی خود غائب ہو گئی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ حویلی بڑی عالی شان ہے اور اس کے دروازے پر دو کنیزیں تھالی میں سرخ گلاب کے پھول لیے استقبال کرنے کو کھڑی تھیں۔ بھجنگم شروَن کمار کے روپ میں ماریا کو اندر لے گیا۔ کنیزیں اس کے ساتھ تھیں۔ اس نے کہا:

"یہ کنیزیں اگرچہ گونگی بہری ہیں مگر تمہارے ایک اشارے کو سمجھ جائیں گی۔ یہ تمہارا ہر طرح سے خیال رکھیں گی۔ جاؤ۔ تم جا کر غسل کر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نئے کپڑے پہن لو۔"

کنیزیں ماریا کو ایک عالی شان کمرے میں لے گئیں جہاں خوبصورت پلنگ پر ریشمی بستر لگا تھا۔ دیواروں پر کم خواب کے پردے گرے تھے۔ ماریا نے تازہ پانی سے غسل کیا۔ کنیزوں نے اسے نئے راجکماریوں والے کپڑے پہنائے۔ ماریا نے پہلی بار ایسا شاہانہ لباس پہنا تھا۔ آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ شروان کمار یعنی بھجنگم بھی آ گیا اور ماریا کی طرف دیکھ کر بولا:

"میں نے آج تک اتنی پیاری راج کماری نہیں دیکھی قدرت نے تمہیں بے پناہ خوبصورتی عطا کی ہے۔"

ماریا شرما گئی۔ اسے خود بڑا عجیب لگا۔ آج تک کبھی کسی نے اس کی خوبصورتی کی تعریف نہیں کی تھی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ اکثر غائب حالت میں رہتی تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اسے اپنے تاریخی سفر کی مشکلوں اور مصیبتوں سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی۔

اس نے شروان کمار کے ساتھ مل کر بڑا لذیذ کھانا کھایا۔ رات کو ماریا کنیزوں کے ساتھ اپنے کمرے

کر پلنگ پر لیٹ گئی اور سوچنے لگی کہ صبح کو کہاں تلاش کرے گی۔ چونکہ وہ ایک عام ت کی حالت میں تھی اس لیے اسے عنبر ناگ اور تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ سکتی تھی اور ن کی خوشبو بھی کسی دوسرے کو محسوس نہیں ہو سکتی تھی اعلیٰ کھانا کھانے کی وجہ سے ماریا کو نیند آگئی وہ سو گئی۔

صبح ہوئی تو بھجنگم جو ساری رات منصوبہ بناتا رہا شروان کمار کی شکل میں شاندار لباس پہن کر حویلی باغ میں آ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ماریا بھی نہا دھو کر لباس پہن راج کمار کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ کنیزوں نے ناشتہ لگا دیا۔ دونوں ناشتہ کرنے لگے۔ بھجنگم بڑے سے ماریا کو دیکھ رہا تھا۔ ماریا عنبر کے بارے سوچتی رہی کہ وہ اس سے بچھڑ کر کہاں گیا ہو گا۔ نے فیصلہ کیا کہ وہ اس تالاب کے پاس جائے جہاں ڈبکی لگانے کے بعد وہ حویلی کے کنوئیں میں آئی تھی۔ شاید عنبر اسی جگہ اسے مل جائے۔

راج کمار بولا:

"ماریا! تم کیا سوچ رہی ہو؟"

ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"راج کمار جی! میں اپنے بھائی کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ میں ناشتہ کرنے کے بعد دریا کی طرف اس کی تلاش میں جانا چاہتی ہوں۔"

بھجنگم بولا: "کیوں نہیں۔ میں تمہیں خود لے کر وہاں جاؤں گا۔"

ناشتے کے بعد دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر دریا کی طرف چل دیئے۔ ماریا راج کمار کے ساتھ ساتھ گھوڑے پر سوار چلی جا رہی تھی۔ اسے وہ جگہ معلوم تھی جہاں بڑ کے درخت والا چھوٹا سا تالاب تھا۔ یہاں پہنچ کر ماریا نے دیکھا کہ تالاب اسی طرح موجود ہے۔ اس کے کنارے بڑ کا درخت بھی ویسے ہی کھڑا تھا۔ مگر عنبر کہیں نہیں تھا۔

ماریا نے بھجنگم سے کہا:

"راج کمار! یہی وہ جگہ ہے جہاں اس کا بھائی اس سے بچھڑ گیا تھا۔ میں ذرا دیر کے لیے تالاب کنارے سو گئی تھی۔ جاگی تو میرا بھائی موجود نہیں تھا۔"

بھجنگم اگرچہ بھوتوں کی قسم کی ایک مخلوق تھی مگر اسے ماریا کے بھائیوں یعنی عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا کہ وہ کون ہیں

ر کہاں سے آئے ہیں۔ اسے ماریا کے بارے میں ی یہ پتہ نہیں تھا کہ وہ ہزاروں برس سے سفر ر رہی ہے۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ یہ ایک غیبی عورت ہے اور اسے ایک غیبی عورت ہی کی ضرورت تھی۔ کہ جو اس سے کالو بھٹ کی مورتی کی شرط کے مطابق اس کے ساتھ اپنی مرضی سے شادی کرے اور پھر اسے مورتی پر قربان کرنے کے بعد مسانوں کے دیس کا راجہ بن جائے۔

اس نے بڑی ہمدردی کے ساتھ کہا:

"ماریا! تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے بھائی کو شہر کے کونے کونے میں تلاش کروں گا۔ وہ اگر اس شہر میں ہے تو ضرور مل جائے گا اور اگر کسی دوسرے شہر میں ہوا تو میں تمہارے ساتھ اس شہر میں بھی جانے کو تیار ہوں۔ اب میں تمہیں اکیلی نہیں چھوڑوں گا۔"

ماریا کے دل پر بھجنگم یعنی نقلی راج کمار کی ان باتوں کا بے حد اثر ہوا۔ اس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"راج کمار جی! میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راج کمار ہنس کر بولا:

"ماریا! مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہمارا جنم جنم کا ساتھ رہا ہے۔"

ماریا نے چونک کر راج کمار کی طرف دیکھا۔ دونوں گھوڑوں پر سوار واپس اپنی عالی شان حویلی کی طرف جا رہے تھے۔

ماریا بولی: "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی راجکمار۔"

بھجنگم نے راج کماروں ایسے انداز میں کہا:

"ماریا! مجھے لگتا ہے کہ میرے پچھلے جنم میں بھی تم میری بیوی رہ چکی ہو۔ کیا تم میرے ساتھ بیاہ کرو گی؟ میں تمہیں اپنی مہارانی بنا کر رکھوں گا۔ تم ہماری پوری ریاست کی مہارانی ہو گی۔ میں ہیرے جواہرات کا خزانہ تمہارے آگے ڈھیر کر دوں گا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ میں تمہاری بے حد خدمت کروں گا۔"

ماریا نے مسکرا کر کہا:

"راج کمار جی آپ کی عزت افزائی کا بہت بہت شکریہ۔ مگر میں نے شادی کے بارے میں کبھی غور نہیں کیا۔"

راج کمار نے بڑی ادا سے ماریا کی طرف دیکھ کر کہا:

"تو اب غور کرنے میں کیا حرج ہے ماریا؟ میں کوئی معمولی نوجوان نہیں ہوں۔ ایک ریاست کا راج کمار ہوں اور اپنے باپ کی وفات کے بعد اس ملک کا راجہ بن جاؤں گا۔ تم میرے ساتھ راج کرو گی۔ ساری رعایا تمہاری غلام ہو گی۔"

ماریا دل میں سوچنے لگی کہ یہ تو پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔ وہ انکار کر کے راج کمار کو ناراض بھی نہیں کرنا چاہتی تھی کیوں کہ اسے ایک ایسے مرد کی بھی ضرورت تھی جو اس کی حفاظت کر سکے۔ کیوں کہ ماریا ایک کمزور عورت کی شکل میں تھی۔ اور اسے ابھی تک عنبر نہیں ملا تھا۔ اس نے سوچا کہ راجکمار کو ٹال دینا چاہیے۔ چنانچہ وہ بولی:

"راج کمار جی۔ مجھے سوچنے کا موقع دیں۔"

بھجنگم بڑا خوش ہوا کہ ماریا تھوڑا بہت تو راضی ہوئی۔ اسے امید کی ایک کرن نظر آ گئی تھی۔ اس لئے مسکرا کر کہا:

"کوئی بات نہیں راج کماری ماریا! تم دو ایک دن سوچ لو۔"

ماریا نے دل میں کہا چلو دو ایک دن میں عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو دیکھ لوں گی اگر نہ ملا تو اس شہر سے بھاگ چلوں گی کہنے لگی:

"ٹھیک ہے راجکمار جی! میں دو دن بعد آپ کو اپنا فیصلہ بتا دوں گی۔"

دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد ماریا ایک بار پھر شہر میں عنبر کی تلاش میں نکلی۔ راج کمار یعنی کالا بھجنگم بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ دیر تک شہر کی گلیوں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے رہے۔ پھر تھک ہار کر واپس حویلی میں آ گئے۔ ماریا اپنے کمرے میں چلی گئی اور راج کمار دریا کی سیر کا بہانہ بنا کر اپنی ویران آسیبی حویلی میں آ گیا۔ حویلی میں آتے ہی وہ اپنی اصلی ڈراؤنی شکل میں واپس آ گیا۔ کالی بھجنگنی بھی وہاں آ گئی۔

کالا بھجنگم بولا:

"ہوہو۔ ہوہو۔ وہ آدھی راضی ہو گئی ہے دو دن بعد پوری راضی بھی ہو جائے گی۔"

کالی بھجنگنی کہنے لگی:

"ماریا اپنے جس بھائی عنبر کی تلاش میں ہے کوشش کرو کہ وہ اسے نہ مل سکے۔ اگر وہ اسے مل گیا تو وہ یہاں سے نکل جائے گی۔"

بھجنگم بولا: "ہوہو۔ ہوہو۔ اگر وہ مجھے مل گیا تو میں اسے جلا کر راکھ کر ڈالوں گا۔ نہ رہے بانس نہ بجے گی بانسری۔"

کالی بھجنگنی نے کہا:

"پھونگی سپیرے سے جا کر پتہ کرو کہ اس نے شہر میں کسی اجنبی نوجوان کو داخل ہوتے دیکھا ہے کہ نہیں۔"

بھجنگم کہنے لگا:

"میں اسے اپنی ویران حویلی میں بلاتا ہوں۔ ہوہو۔ ہوہو۔ میں اسے یہاں بلا کر پوچھوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی کالا بھجنگم غائب ہو گیا۔

ادھر ناگ پھونگی سپیرے کی جھونپڑی میں مٹی کے مٹکے میں پڑا تھا۔ وہ کسی وقت سر باہر نکال کر سپیرے کی نقل و حرکت کو دیکھ لیتا تھا جس وقت کالا بھجنگم سپیرے کے جھونپڑے میں آیا اس وقت ناگ مٹکے کے اندر خاموش پڑا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ ایک دن اور دیکھے گا۔ اگر اسے کوئی سراغ نہ ملا کر پھونگی سپیرے نے اس کے بال کیوں کاٹے تھے تو وہ یہاں سے چلا جائے گا اور عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ کی تلاش شروع کر دے گا۔ عین اس وقت کالا بھجنگم پھونگی سپیرے کی جھونپڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں داخل ہوا۔ وہ غیبی حالت میں تھا۔ اسے پھونگی سپیرا بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر پھونگی سپیرے نے کالے بھجنگم کے جسم سے اٹھنے والی تیز بُو سے پتہ چلا لیا کہ بھجنگم اس کی جھونپڑی میں آیا ہے۔ اس نے کہا:

"بھجنگم! کہو اب کیسے آئے ہو؟"

بھجنگم نے غراتے ہوئے کہا:

"ہو ہو۔ ہو ہو۔ شہر میں کوئی نیا اجنبی آدمی تو داخل نہیں ہوا؟"

ناگ کو مٹکے کے اندر ایک عجیب بے ڈھنگی سی آواز سنائی دی تو اس نے مٹکے میں سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ کالا بھجنگم غائب تھا۔ مگر چونکہ ناگ نے آنکھوں میں مت کال ٹوپی کی سلائی لگائی ہوئی تھی اس لیے اس نے دیکھا کہ ایک بدوضع بے ڈھنگا پھولے ہوئے پیٹ والا اونچا لمبا کالا سیاہ انتہائی ڈراؤنی شکل والا بھوت نما آدمی صرف ایک لنگوٹی پہنے جھونپڑی میں جھک کر کھڑا سپیرے سے باتیں کر رہا ہے۔ ناگ غور سے ان کی باتیں سننے لگا۔

سپیرے نے کہا:

"ابھی تک تو شہر میں کوئی نیا آدمی داخل نہیں

ہوا۔ مگر تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟"

کالے بھجنگم نے غرا کر کہا:

"تم خاموش رہو۔ جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔ چوکس رہنا۔ اگر کوئی نیا آدمی شہر میں داخل ہو تو اس پر نگاہ رکھنا اور مجھے آ کر خبر کر دینا۔ میں جاتا ہوں۔"

اور وہ بھوت نما کالا کلوٹا آدمی ناگ کی آنکھوں کے سامنے جھونپڑی سے باہر نکل کر ہوا میں اڑنے لگا۔ سپیرا اس وقت جھونپڑی سے باہر کھڑا تھا۔ ناگ تیزی سے مٹکے سے نکلا۔ ایک چھوٹے عقاب کی شکل بدلی اور اڑان بھر کر جھونپڑی سے نکل کر فضا میں کالے بھجنگم کے پیچھے لگ گیا۔ لیکن کالا بھجنگم تو آن کی آن میں نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ ناگ نے ادھر اُدھر اُڑ کر اسے بہت تلاش کیا مگر اسے کالا بھجنگم کہیں دکھائی نہ دیا۔ معمہ اور زیادہ پراسرار ہو گیا تھا۔ ضرور اس ہوائی بھوت نما مخلوق کا ناگ کے بالوں کی لٹ جلانے سے تعلق تھا۔

ناگ تیزی سے واپس سپیرے کی جھونپڑی کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے دیکھا کہ سپیرا جھونپڑی سے تھوڑے فاصلے پر سوکھی لکڑیاں ہوا میں سکھانے کے لیے بکھیر رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ناگ جھونپڑی کے پیچھے جھاڑیوں میں اترا۔ وہاں اس نے دوبارا سانپ کی شکل اختیار کی اور تیزی سے رینگتا ہوا جھونپڑی کے اندر اپنے مٹکے میں جا کر چپ چاپ لیٹ گیا۔ اس کو افسوس تھا کہ وہ کالے بھوت کا پیچھا نہ کر سکا تھا اور وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ وہ کالا بھوت دوبارا ضرور سپیرے کی جھونپڑی میں پتہ کرنے آئے گا کہ شہر میں کوئی اجنبی نوجوان آیا ہے کہ نہیں۔ اس وقت وہ اس کا کامیابی سے پیچھا کرے گا۔

ماریا راج کمار سروپ کمار یعنی کالے بھجنگم کی عالی شان طلسمی حویلی کے سجے ہوئے شاندار کمرے میں بیٹھی تھی۔ دونوں کنیزیں اس کے بالوں میں کنگھی کرنے کے بعد پھولوں کا جوڑا سجا رہی تھیں کہ کالا بھجنگم خوبصورت راجکمار کی شکل میں داخل ہوا۔ مسکراتے ہوئے ماریا کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور بولا:

"ماریا کماری! آج تمہاری مہلت کے دو دن پورے ہو گئے۔ اب تمہارا مجھ سے شادی کرنے کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔ یقیناً تم مجھ سے شادی کر کے مہارانی بننا پسند کرو گی۔"

ماریا کو خیال آیا کہ اس مصیبت سے پیچھا چھڑانے کا

ایک ہی طریقہ ہے۔ اس نے اداس لہجے میں کہا:

"راج کمار جی! مجھ پر آپ کے اتنے احسان ہیں کہ میں ان کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔ آپ سے شادی کرنا کون لڑکی پسند نہیں کرے گی میری بھی سب سے بڑی خوش قسمتی ہوتی کہ میں آپ سے بیاہ کرتی۔ لیکن بڑے دکھ کی بات ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتی۔"

کالے بھجنگم عرف راج کمار کے چہرے کا رنگ بدل سا گیا۔ اس نے تعجب سے پوچھا:

"کیوں ماریا کماری۔ آخر تمہیں کیا اعتراض ہے؟ کیا میں راج کمار نہیں؟ کیا میں خوبصورت اور بہادر نہیں؟"

ماریا نے آنکھوں میں نقلی آنسو بھرتے ہوئے کہا:

"یہ بات نہیں ہے راج کمار۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے تمہیں ابھی تک بتایا نہیں کہ کہیں تمہارا دل نہ ٹوٹ جائے۔ میری شادی ہو چکی ہے۔"

کالے بھجنگم کو تو ایک دھکا سا لگا۔ مگر فوراً ہی سنبھل گیا اور بولا:

"تم جھوٹ تو نہیں بول رہی ہو ماریا کماری؟ مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگتا ہے کہ تم مجھے ٹالنے کے لیے ایسا کہہ رہی ہو۔"

ماریا نے کہا:

"ایسی بات نہیں ہے راج کمار۔ میں سچ کہہ رہی ہوں اگر میری شادی نہ ہوئی ہوتی تو میں بڑے شوق سے تمہارے ساتھ بیاہ کر لیتی۔ مگر کیا کروں میرا ایک خاوند پہلے سے موجود ہے۔ جو ملک بندھیاچل میں جاگیردار ہے۔ میں تمہارے ساتھ شادی کیسے کر سکتی ہوں؟"

کالے بھجنگم راج کمار کو ماریا پر سخت غصہ آیا۔ مگر غصے کو اس نے ظاہر نہ ہونے دیا اور بڑا ضبط کرتے ہوئے بولا:

"اگر میں تمہارے خاوند کو قتل کرا دوں تو کیا تم مجھ سے بیاہ کر لو گی؟"

ماریا نے اداکاری کرتے ہوئے چیخ کر کہا:

"نہیں نہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں اپنی جان دے دوں گی۔"

راج کمار بھجنگم تو خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ بولا:

"ٹھیک ہے۔ میں تم پر زبردستی نہیں کر سکتا ماریا تم آرام کرو۔ میں پھر آؤں گا۔"

ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس راجکمار سے پیچھا

چھوٹا۔ اب ماریا نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ کل صبح حویلی سے چپکے سے نکل جائے گی۔ وہ ایک دن اور شہر میں عنبر کو تلاش کرنا چاہتی تھی۔

راج کمار سیدھا اپنی آسیبی حویلی میں گیا۔ اس نے کالی بھجنگنی کو جا کر سارا ماجرا سنایا۔ بھجنگنی کو بھی اپنے بھجنگم کی رانی بننے اور مسانوں کے دیس پر حکومت چلانے کا بہت شوق تھا۔ بڑی فکر مند ہوئی۔ کیونکہ جب تک ماریا اپنی مرضی سے کالے بھجنگم کے ساتھ شادی پر راضی نہیں ہوتی بھجنگم اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ اور وہ مسانوں کے دیس کا راجہ نہیں بن سکتا تھا۔ بھجنگنی کو اچانک ایک خیال آ گیا۔ اس نے بھجنگم سے کہا:

"حویلی والے اندھے کنوئیں میں کالا باوا رہتا ہے۔ وہ میرا چیلا ہے۔ میں اس سے مشورہ کرتی ہوں۔"

بھجنگنی اسی وقت حویلی کے اندھیرے آنگن میں اندھے کنوئیں کے پاس آ گئی۔ اس نے اندھے کنوئیں میں منہ ڈال کر آواز دی:

"کالے باوے۔ میری بات کا جواب دے۔"

کنوئیں میں سے ایک باریک مگر کانپتی ہوئی ڈراؤنی آواز آئی:

"کیا بات ہے بھجنگنی؟ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھجنگنی نے کہا:

"کیا تمہارے پاس کوئی ایسا منتر ہے جو آدمی کا ذہن بدل ڈالے اور جیسا ہم چاہیں وہ ویسا ہی کرے؟"

کنوئیں کے کالے بادے کی آواز آئی:

"بھجنگنی! یہ کام کون سا مشکل ہے۔ میرے کنوئیں کی منڈھیر کی تھوڑی سی سوکھی مٹی لے کر اسے جس مرد یا عورت کے سر کے بالوں میں ذرا سی لگاؤ گی تو وہ تمہاری غلام بن جائے گی۔ تمہاری گرویدہ ہو جائے گی۔"

بھجنگنی نے کنوئیں کی منڈھیر کی تھوڑی سی خشک مٹی اور کالے بھجنگم کی کوٹھڑی میں آگئی۔

- یہ مٹی جب ماریا کے سر میں ڈالی گئی تو اس پر کیا اثر ہوا؟
- کیا ماریا نے کالے بھجنگم سے شادی کر لی؟
- ناگ نے کالے بھجنگم کا معمّہ کیسے حل کیا؟
- کیا ماریا اور ناگ کی ملاقات ہوئی؟

ان کا جواب آپ کو عنبر ناگ ماریا کی ، قسط نمبر ۱۳۱ مانگتی ناگن میں ملے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

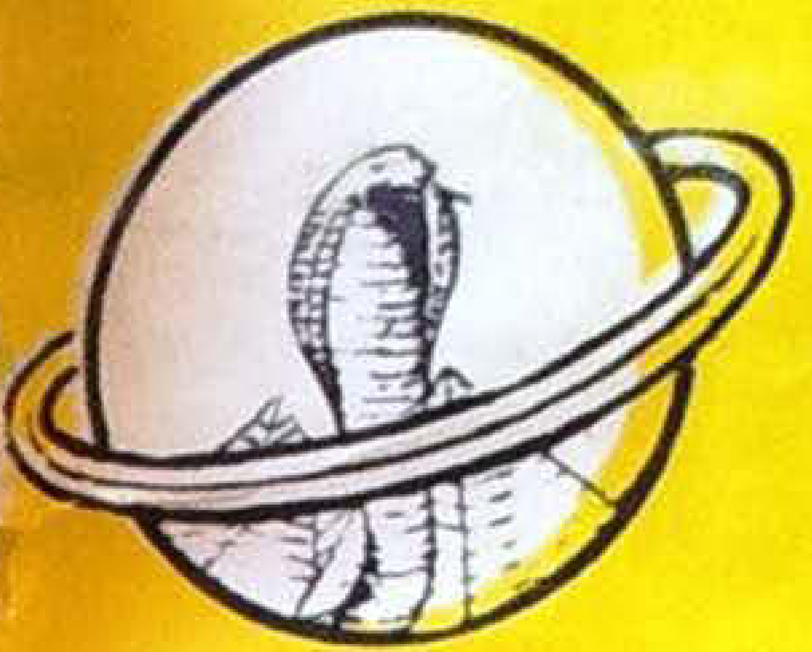

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

خلائی جہاز کی ممی 4/50

۱۰۱ غیبی خلائی شیطان 4/50

۱۰۲ ماریا دوزخ میں 4/50

۱۰۳ خلائی کمرہ 4/50

۱۰۴ مُردوں کا ستارہ 4/50

۱۰۵ خونخوار انسانی کھوپڑی 4/50

۱۰۶ خطرناک طلسمی روشنی 4/50

۱۰۷ ہیبت ناک قلعہ 4/50

۱۰۸ غیبی شیشہ 4/50

۱۰۹ ماتا دیوی کا گڑھ 4/50

۱۱۰ آدمی عورت آدھا سانپ 4/50

۱۱۱ عنبر اور خلائی مخلوق 4/50

۱۱۲ کیٹی اور زندہ لاش 4/50

۱۱۳ ماریا طوفانی رات میں 4/50

۱۱۴ خطرناک تجربہ 4/50

۱۱۵ سانپ کا قیدی 4/50

۱۱۶ موت کی چھلانگ 4/50

۱۱۷ مُردے کی موت 4/50

۱۱۸ قبر کا ہاتھ 4/50

۱۱۹ جزیرے کا بھوت 4/50

۱۲۰ خوفناک مقابلہ 4/50

۱۲۱ ماریا کا بچہ 4/50

۱۲۲ مینار کا بھوت 2/75

۱۲۳ انسانی تیندوا 5/-

۱۲۴ غیبی لاش (خاص نمبر) 5/-

۱۲۵ خونی راز 5/-

۱۲۶ سر کٹا ناگ 5/-

۱۲۷ عنبر کی قبر 5/-

۱۲۸ چاہِ بابل کے قیدی 6/-

۱۲۹ منحوس مورتیاں 4/50

۱۳۰ ناگنی ناگن 4/50

۱۳۱ قبرستان کی ڈراؤنی رات 4/50

...دیوی کا ترشول 4/50

...ی میں

...کی خوشبو

۱۳۵

۱۳۶

اس پر کیا اثر

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ

۱۴- بی بادشاہ عالم مارکیٹ، لاہور - ۸